قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

منگل 12 اپریل 2022ء | 10رمضان 1443 ہجری قمری | 12 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:88

ارشاد باری تعالیٰ

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡیَصُمۡهُ ؕ

(البقرہ:186)

ترجمہ:۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے۔

فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلشَّہْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْہُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوْا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہینہ کبھی انتیس راتوں کا بھی ہوتا ہے اس لیے (انتیس پورے ہو جانے پر) جب تک چاند نہ دیکھ لو روزہ نہ شروع کرو اور اگر ابر ہو جائے تو تیس دن کا شمار پورا کرلو۔

(بخاری کتاب الصوم بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَأَيْتُمُ الهِلاَلَ۔۔)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

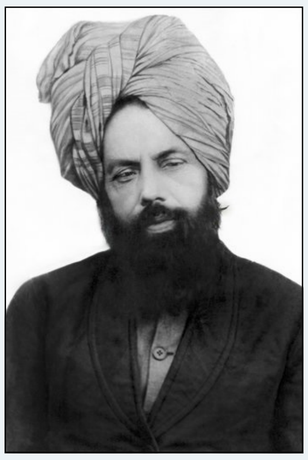

رویت ہلال

خدائے تعالیٰ نے احکام دین سہل و آسان کرنے کی غرض سے عوام الناس کو صاف اور سیدھا راہ بتلایا ہے اور ناحق کی دقتوں اور پیچیدہ باتوں میں نہیں ڈالا مثلاً روزہ رکھنے کیلئے یہ حکم نہیں دیا کہ تم جب تک قواعدِ ظنیہ نجوم کے رو سے یہ معلوم نہ کرو کہ چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا۔ تب تک رویت کا ہرگز اعتبار نہ کرو اور آنکھیں بند رکھو کیونکہ ظاہر ہے کہ خواہ نخواہ اعمال دقیقہ نجوم کو عوام الناس کے گلے کا ہار بنانا یہ ناحق کا حرج اور تکلیف مالایطاق ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حسابوں کے لگانے میں بہت سی غلطیاں واقع ہوتی رہتی ہیں سو یہ بڑی سیدھی بات اور عوام کے مناسب حال ہے کہ وہ لوگ محتاج منجم و ہیئت دان نہ رہیں اور چاند کے معلوم کرنے میں کہ کس تاریخ نکلتا ہے اپنی رویت پر مدار رکھیں صرف علمی طور پر اتنا سمجھ رکھیں کہ تیس کے عدد سے تجاوز نہ کریں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقت میں عند العقل رویت کو قیاساتِ ریاضیہ پر فوقیت ہے۔ آخر حکمائے یورپ نے بھی جب رویت کو زیادہ تر معتبر سمجھا تو اس نیک خیال کی وجہ سے بتائید قوت باصرہ طرح طرح کے آلات دوربینی و خوردبینی ایجاد کئے اور بذریعہ رویت تھوڑے ہی دنوں میں اجرام علوی و سفلی کے متعلق وہ صداقتیں معلوم کرلیں کہ جو ہندوؤں بیچاروں کو اپنی قیاسی اٹکلوں سے ہزاروں برسوں میں بھی معلوم نہیں ہوئی تھیں اب آپ نے دیکھا کہ رویت میں کیا کیا برکتیں ہیں انہیں برکتوں کی بنیاد ڈالنے کے لئے خدائے تعالیٰ نے رویت کی ترغیب دی۔ ذرہ سوچ کرکے دیکھو کہ اگر اہل یورپ بھی رویت کو ہندوؤں کی طرح ایک ناچیز اور بے سود خیال کرکے اور صرف قیاسی حسابوں پر جو کسی اندھیری کوٹھری میں بیٹھ کر لکھے گئے مدار رکھتے تو کیونکر یہ تازہ اور جدید معلومات چاند اور سورج اور نئے نئے ستاروں کی نسبت انہیں معلوم ہوجاتے۔ سو مکرر ہم لکھتے ہیں کہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھو کہ رویت میں کیا کیا برکات ہیں اور انجام کار کیا کیا نیک نتائج اس سے نکلتے ہیں۔

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2صفحہ 192-193)

فرمان خلیفہ وقت

پہلی بات تو ہمیشہ یہ یاد رکھنی چاہئے کہ اسلام پر عمل کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اس لئے تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے روزوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو سامنے رکھیں کہ ’’اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں مثلاً رمضان کے بارے میں مختلف بچے بھی سوال کرتے ہیں کہ رمضان اور عید وغیرہ جو ہیں ہم غیر احمدی مسلمانوں سے مختلف وقت میں کیوں پڑھتے ہیں یا کیوں شروع کرتے ہیں۔ اوّل تو یہ کوئی اصول نہیں کہ ہمارے رمضان شروع کرنے کے دن اور عید کا دن ضرور مختلف ہو۔ اور نہ ہی ہم جان بوجھ کر اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ کئی ایسے بھی سال آئے ہیں اور آتے ہیں کہ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے روزے اور عید ایک ہی دن ہوتے ہیں۔ پاکستان میں اور مسلمان ممالک میں جہاں رویت ہلال کمیٹیاں حکومت کی طرف سے بنی ہوئی ہیں جب وہ یہ اعلان کرتی ہیں کہ چاند نظر آ گیا ہے اور گواہوں کی موجودگی ہے تو ہم احمدی مسلمان بھی اس کے مطابق اپنے روزے رکھتے ہیں اور روزے ہمارے ختم بھی اس کے مطابق ہوتے ہیں اور عید بھی اس کے مطابق منائی جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 3 جون 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- خوشیاں مناؤ مومنو رمضان آ گیا (منظوم)
- رمضان اور نفس کی تطہیر
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعود)
- ہواؤں کے پیغام
- رمضان اور نماز تہجد
- رمضان، تلاوتِ قرآن اور ذکر الٰہی کا مہینہ
- ماہ رمضان - ایک تربیتی ریفریشر کورس
- حضرت بلالؓ کا رمضان المبارک سے ایک لطیف رشتہ
- حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ حسین یادیں
- جلسہ یوم مسیح موعودؑ
- مجلس انصار اللہ ناروے کے تحت قرآن سیمینار کا انعقاد

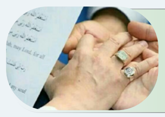

دربارِ خلافت

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو صحیح عابد بننے کی توفیق عطا فرمائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس یہ چند اقتباسات مَیں نے اس لئے پیش کئے کہ ہمیں خدا تعالیٰ سے تعلق کا مزید ادراک پیدا ہو۔ اس لئے کہ ہمیں دعا کرنے کے اسلوب اور طریقوں کا پتہ چلے۔ اس لئے کہ ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اچھے اور بُرے کے فرق کو دیکھ کر ہم اعمالِ صالحہ کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ ہمیں دعاؤں کے صحیح طریق کو اپناتے ہوئے دعاؤں کی طرف توجہ پیدا ہو۔ تا کہ ہم اُن لوگوں میں شامل ہوں جو دنیا کی حَسَنَہ سے بھی حصہ لینے والے ہیں اور آخرت کی حَسَنَہ سے بھی حصہ لینے والے ہیں۔ تا کہ ہم ذاتی اور جماعتی مقاصد کے حصول میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے والے ہوں۔ پس یہ وہ اہم مضمون ہے جسے ایک مسلمان کو، اُس مسلمان کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو مانا ہے، جس نے زمانے کے امام اور مسیح ومہدی موعود کی بیعت میں آنے کی سعادت پائی ہے۔ اُس کو ان باتوں کو سمجھنے اور عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ حقیقی مؤمن اور جو صرف ایمان کا دعویٰ کرنے والا ہے اُس میں فرق پیدا ہو جائے۔ واضح ہو جائے کہ حقیقی مؤمن کون ہے اور وہ کون ہے جو صرف مؤمن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

قرآنِ کریم نے متعدد جگہ جو دعا کے مضمون پر کھل کر روشنی ڈالی ہے اس کو ہمیں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کے لئے جیسا کہ میں نے کہا ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر سے دیکھنے کی ضرورت ہے تا کہ ہم دعا کی حکمت اور فلاسفی اور دعا کرنے کے طریق کو سمجھ کر دعا کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ اور نہ صرف دعا کی طرف توجہ کرنے والے ہوں بلکہ نتیجہ خیز دعاؤں کے حصول کی کوشش کرنے والے ہوں۔ ایسی دعائیں کرنے والے ہوں جن کا نتیجہ نکلتا ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر زندگی بے مقصد ہے۔ نتیجہ خیز دعاؤں کی انسانوں کو اپنی زندگیاں سنوارنے کے لئے ضرورت ہے۔ خدا تعالیٰ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ ہم اُس کی عبادت کرتے ہیں یا نہیں، اُس سے کچھ مانگتے ہیں یا نہیں۔ دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دعاؤں اور پھل لانے والی دعاؤں کی ہمیں ضرورت ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کو، وہ تو بے نیاز ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرواتا ہے کہ یہ اعلان کر دو کہ قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ (سورۃ الفرقان: 78) یعنی کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے، اگر تمہاری طرف سے دعا ہی نہ ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’کامل عابد وہی ہو سکتا ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے، لیکن اس آیت میں اَور بھی صراحت ہے‘‘ (مزید کھول کر بیان کیا ہے) ’’یعنی ان لوگوں کو کہہ دو کہ اگر تم لوگ رب کو نہ پکارو تو میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے‘‘ فرمایا کہ ’’یا دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ عابد کی پرواہ کرتا ہے‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 221 ایڈیشن 2003ء)

دعائیں کرنے والوں کی پرواہ کرتا ہے۔ اُس کی عبادت، اپنی عبادت کرنے والوں کی پرواہ کرتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ سے اگر تعلق جوڑنا ہے، اپنی نیک خواہشات کی تکمیل کروانی ہے، دشمن کی ناکامی کے نظارے دیکھنے ہیں تو ہمیں عابد بننے کی طرف توجہ دینی ہوگی، حقیقی عابد بننے کی طرف توجہ کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو صحیح عابد بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم میں یہ روح پیدا کرے تا کہ ہم دشمنوں کے بدانجام کو دیکھنے والے ہوں۔ آج کل دشمن، وہ لوگ جن کے دل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دشمنی، کینہ اور بغض میں اس قدر بھر چکے ہیں کہ جس کی انتہا کوئی نہیں رہی۔ خاص طور پر پاکستان میں اور پھر ہندوستان کے کچھ علاقوں میں بھی، یا اُن کے زیرِ اثر بعض مسلمان افریقن ممالک کے چھوٹے چھوٹے قصبوں میں ان سے ہر قسم کی کمینگی کے اظہار ہونے لگے ہیں صفِ اول میں گو پاکستان کے مُلاّں اور نام نہاد علماء ہی ہیں۔ کوئی موقع نہیں چھوڑتے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف انتہائی ذلیل اور مذموم حرکتوں کے مرتکب نہ ہو رہے ہوں۔ احمدیوں کے دلوں کو چھلنی کرنے کے موقع کی تلاش کرتے ہیں۔ احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس لئے محبت اور وفا کا تعلق رکھتے ہیں کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشقِ صادق ہیں۔ یہ احمدیوں کا جرم ہے۔ احمدیوں کا یہ وفا کا تعلق اس لئے ہے، یہ محبت کا تعلق اس لئے ہے کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے اندر حقیقی عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا تعلق اس لئے رکھتے ہیں کہ حقیقی توحید کا فہم و ادراک ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے عطا ہوا۔

(خطبہ جمعہ 15 مارچ 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

خوشیاں مناؤ مومنو رمضان آ گیا

خوشیاں مناؤ مومنو رمضان آ گیا
باطن صاف کرانے رمضان آ گیا
توفیق نماز پڑھنے کی دیتا ہمیں خدا
روزے ہمیں رکھانے رمضان آ گیا
ذکر و فکر تو کرتے ہیں سارے ہم یہاں
نیکیاں اور بڑھانے رمضان آ گیا
خدا کو یاد کریں نوافل پڑھیں گے ہم
قرآن اور پڑھانے رمضان آ گیا
سُستیاں ترک کریں بن جائیں سارے نیک
خدا کی محبت جگانے رمضان آ گیا
روزے کا اجر دے گا مولا خود تمہیں
رب سے پیار بڑھانے رمضان آ گیا
تراویح پڑھیں گے اور دل سے کریں سجود
گناہوں کو معاف کرانے رمضان آ گیا
آقا پہ درود بھیجیں خدا کو کریں ہم یاد
سجدوں میں اشک بہانے رمضان آ گیا
بھٹی تیرا نصیب ہے پھر مل گیا رمضان
بھرپور فائدہ دینے رمضان آ گیا
مسرور تجھے دیکھ کر ہوتا ہے یہ گماں
تجھ سے ملانے شائد رمضان آ گیا
آقا کا ہوں غلام آقا پہ ہوں فدا
گنبد سبز دکھانے رمضان آ گیا

اے آر بھٹی

اداریہ

رمضان اور نفس کی تطہیر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کی برکات و اہمیت اور فضیلت کے حوالے سے فرمایا کہ یقیناً جنت ایک سال سے دوسرے سال تک ماہ رمضان کے لئے سجائی جاتی ہے۔ جس نے اپنے نفس اور دین کی اس ماہ حفاظت کی۔ اس کی اللہ تعالیٰ جنت کی موٹی آنکھوں والی حور سے شادی کرے گا اور اُسے جنت کے محلات میں سے ایک محل عطا کرے گا۔ اور جس نے ماہ رمضان میں گناہ کیا یا کسی مومن پر بہتان باندھا یا شراب پی تو اس کے سال بھر کے اعمال، اللہ تعالیٰ ضائع کر دے گا۔

پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے مہینہ کے بارے میں تقویٰ اختیار کرو کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے۔ اس نے 11ماہ تمہیں دے دیئے ہیں جس میں تم کھاتے پیتے سیر ہوتے ہو مگر یہ مہینہ اللہ کا مہینہ ہے پس اس میں اپنے نفسوں کی حفاظت کرو۔

(ترغیب و الترھیب باب الترغیب فی الصوم حدیث نمبر 1824)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے ہر حصہ پر الگ سے آرٹیکل لکھا جا سکتا ہے لیکن آج خاکسار اس حدیث میں بیان ان دو حصوں کو لے گا جن کا تعلق انسان کے نفس سے ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ صَانَ نَفْسَهٗ وَ دِيْنَهٗ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ زَوَّجَهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَ اَعْطَاهُ قَصْرًا مِّنْ قُصُوْرِ الْجَنَّةِ

کہ جس نے اپنے نفس اور دین کی اس ماہ حفاظت کی۔ اس کی اللہ تعالیٰ جنت کی موٹی آنکھوں والی حور سے شادی کرے گا اور اُسے جنت کے محلات میں سے ایک محل عطا کرے گا۔

شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللّٰهِ فَا حْفَظُوْا فِيْهِ اَنْفُسَكُمْ

کہ یہ مہینہ اللہ کا مہینہ ہے پس اس میں اپنے نفسوں کی حفاظت کرو۔

اگر رمضان کو نفوس کے سدھارنے اور ان کو پاک صاف کرنے کے حوالے سے دیکھا جائے تو سب سے پہلے اللہ کی پیاری کتاب خاتم الکتب قرآن کریم کا دروازہ کھٹکھٹانا ہوگا جس کے لئے ہمیں سورۃ البقرہ کی آیات 184 تا 189 کو دیکھنا ہوگا جو رمضان، اس کے روزوں کی اہمیت، فضیلت اور اس کے متعلق احکام پر بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔ ان آیات میں ایک دفعہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کہ تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو اور ایک بار لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ کہ تا کہ وہ تقویٰ اختیار کریں کے الفاظ استعمال فرما کر روزہ کی افادیت یہ بیان فرمادی کہ اس سے نفوس پاک ہوتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ

’’اب دیکھو کہ جب ضروری چیزوں کو ایک وقت ترک کرتا ہے تو غیر ضروری کو استعمال کیوں کرے گا۔ روزہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ غیر ضروری چیزوں میں اللہ کو ناراض نہ کرے اسی لئے فرمایا لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ‘‘

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 302)

پھر فرماتے ہیں کہ

’’روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 302)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تفسیر صغیر میں جو اس کا ترجمہ فرمایا ہے وہ بھی اپنے نفوس کی پاکی کی عکاسی کرتا ہے۔ آپؓ ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

الغرض روزوں کا نفس کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنوں میں اپنے نفسوں کی حفاظت کی نصیحت فرمائی ہے۔ اور اگر قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رمضان سے متعلقہ ارشادات کا احاطہ کریں تو تمام ارشادات میں تقویٰ اور نفس کو آگ سے بچانے کا پہلو نکلتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں شہر رمضان کی ایک خوبی یہ بیان کی کہ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کہ اس میں ایک عظیم ہدایت دینے والی کتاب ’’القرآن‘‘ اتاری ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

’’میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس! اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اُس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی، اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت ہی پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔ انجیل کا لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی۔ کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلّی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے۔ قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

رمضان سے متعلقہ احادیث اور نفس کی تطہیر

1. جب رمضان آتا ہے تو جنت کہتی ہے کہ یا اللہ! اس مہینے میں اپنے بندوں کو میرے لئے خاص کر دے۔

(بیہقی شعب الایمان)

2. روزے دار کا خاموش رہنا تسبیح، اس کی نیند اس کی عبادت بن جاتی ہے۔ (کنز الاعمال)
3. روزہ برائیوں سے بچنے کی ڈھال ہے۔ پس روزے دار سے نہ تو کوئی بے ہودہ بات کرے۔ نہ ہی جہالت کی بات کرے۔ اگر کوئی اس سے لڑے جھگڑے تو وہ اِنِّیْ صَآئِمٌ کہہ دے۔

(بخاری کتاب الصوم)

4. رمضان رمض سے ہے یہ گناہوں کو جلا کر مٹا دیتا ہے۔

(کنز الاعمال کتاب الصوم)

5. روزے دار کے لئے اس کی افطاری کے وقت کی دعا ایسی ہے جو رد نہیں کی جاتی۔ (سنن ابن ماجہ)

اس مبارک وقت میں وہ تمام دعائیں کی جا سکتی ہیں جو نفس کی تطہیر کے لئے ضروری ہیں۔

ہمارے محترم استاد حضرت میر سیّد داؤد احمد غفرلہ پرنسپل جامعہ احمدیہ نے جو باتیں ہمارے نفوس میں راسخ کروائیں ان میں سے ایک یہی تھی کہ افطاری کے وقت کی دُعا رد نہیں ہوتی اس لئے اپنے نفوس کے لئے بہت دعا کیا کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’پس مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بد بخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہر گز داخل نہیں ہو گا۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 25)

اسی تسلسل میں آپ مزید فرماتے ہیں کہ

’’اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت کرو، نہ انسان کی، نہ حیوان کی، نہ سورج کی، نہ چاند کی، اور نہ کسی اور ستارے کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

پس رمضان نفس کے محاسبہ و مواخذہ کا اہم موقع ہے اور جس نے اس رمضان میں اپنے نفس کی حفاظت کر لی تو اس نے جنت کے محلات میں جگہ بنالی۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ’’احیاء العلوم‘‘ میں اصلاح نفس کے جو چار اصول لکھے ہیں ان میں چوتھا یہ ہے کہ

’’مؤاخذہ کہ نفس نے جو دن بھر نافرمانیاں کی ہیں۔ اس کو ان کی سزا دینا یعنی عبادت کا بوجھ ڈالے۔ جو غلط ہوا اس پر شرمندگی کے ساتھ استغفار کرے اور جو اچھا ہوا اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔‘‘

(الفضل آن لائن 15 مارچ 2022ء)

اللہ کرے اس رمضان میں ہم اپنے وجود اور نفوس کی ایسی تطہیر کر لیں کہ رمضان کے آخر پر ہم نومولود کی طرح گناہوں سے پاک صاف ہوں۔

(ابو سعید)

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

(قسط 8)

منعم علیہ گروہ

اب میں سورۃ فاتحہ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (الفاتحہ:6) میں اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ:7) کی راہ طلب کی گئی ہے۔ اور میں نے کئی مرتبہ یہ بات بیان کی ہے کہ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ میں چار گروہوں کا ذکر ہے۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ صالح۔ پس جبکہ ایک مومن یہ دعا مانگتا ہے۔ تو ان کے اخلاق اور عادات اور علوم کی درخواست کرتا ہے۔ اس پر اگر ان چار گروہوں کے اخلاق حاصل نہیں کرتا تو یہ دعا اس کے حق میں بے ثمر ہو گی۔ اور وہ بیجان لفظ بولنے والا حیوان ہے۔ یہ چار طبقے ان لوگوں کے ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ سے علومِ عالیہ اور مراتبِ عظیمہ حاصل کئے ہیں۔ نبی وہ ہوتے ہیں جن کا تبتّل الی اللہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ خدا سے کلام کرتے اور وحی پاتے ہیں۔ اور صدیق وہ ہوتے ہیں جو صدق سے پیار کرتے ہیں۔ سب سے بڑا صدق لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ اور پھر دوسرا صدق مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ہے۔ وہ صدق کی تمام راہوں سے پیار کرتے ہیں۔ اور صدق ہی چاہتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو شہید کہلاتے ہیں۔ وہ گویا خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ شہید وہی نہیں ہوتا جو قتل ہو جائے۔ کسی لڑائی یا وبائی امراض میں مارا جائے۔ بلکہ شہید ایسا قوی الایمان انسان ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہ ہو۔ صالحین وہ ہوتے ہیں جن کے اندر سے ہر قسم کا فساد جاتا رہتا ہے۔ جیسے تندرست آدمی جب ہوتا ہے تو اس کی زبان کا مزہ بھی درست ہوتا ہے پورے اعتدال کی حالت میں تندرست کہلاتا ہے۔ کسی قسم کا فساد اندر نہیں رہتا۔

اسی طرح پر صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا۔ اس کا کمال اپنے نفس میں نفی کے وقت ہے۔ اور شہید۔ صدیق۔ نبی کا کمال ثبوتی ہے۔ شہید ایمان کو ایسا قوی کرتا ہے۔ گویا خدا کو دیکھتا ہے۔ صدیق عملی طور پر صدق سے پیار کرتا اور کذب سے پرہیز کرتا ہے۔ اور نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ ردائے الٰہی کے نیچے آجاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کمال کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور مولوی یا علماء کہتے ہیں۔ کہ بس ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لے اور نماز روزہ کے احکام کا پابند ہو جاوے۔ اس سے زیادہ ان احکام کے ثمرات اور نتائج کچھ نہیں اور نہ ان میں کچھ حقیقت ہے۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ اور ایمانی کمزوری ہے۔ انہوں نے رسالت کے مدعا کو نہیں سمجھا۔ اللہ تعالیٰ جو ماموروں اور مرسلوں کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے بھیجتا ہے۔ کیا اس لئے بھیجتا ہے کہ لوگ ان کی پرستش کریں۔ نہیں۔ بلکہ ان کو نمونہ بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے بادشاہ اپنے ملک کے کاریگروں کو کوئی تلوار دے تو اس کی مراد یہی ہے کہ وہ بھی ویسی تلوار بنانے کی کوشش کریں۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 56-58 ایڈیشن 1984)

دعا بہترین ہمدردی ہے

یاد رکھو۔ ہمدردی تین قسم کی ہوتی ہے۔ اول جسمانی، دوم مالی۔ تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے۔ جس میں نہ صرف زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے۔ اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی انسان کرسکتا ہے جبکہ اس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتواں مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو۔ تو کوئی شخص جس میں خود طاقت اور توانائی نہیں ہے کب اس کو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے اسی طرح پر اگر کوئی بیکس و بے بس بے سروسامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جبتک مال نہ ہو اس کی ہمدردی کیونکر ہو گی۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اس کیواسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت بلکہ جبتک انسان انسان ہے۔ وہ دوسرے کیلئے دعا کرسکتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے۔ اور اگر اس ہمدردی سے کام نہ لے تو سمجھو۔ بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔

میں نے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے۔ جس قدر دعا وسیع ہو گی اسی قدر فائدہ دعا کرنے والے کو ہو گا۔ اور دعا میں جس قدر بخل کریگا۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاوے گا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اس کا ایمان بھی کمزور ہے۔

دوسروں کے لئے دعا کرنے کا فائدہ

دوسروں کے لئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے۔ کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں۔ ان کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (الرعد:18) اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں۔ اس لئے خصوصیت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جاسکتی ہے۔ وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے۔ جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے۔ تو ہر آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 73-74 ایڈیشن 1984)

اپنی زبان میں دعائیں کریں

یہ ضروری بات نہیں ہے کہ دعائیں عربی زبان میں کی جاویں۔ چونکہ اصل غرض نماز کی تضرع اور ابتہال ہے۔ اس لئے چاہئے کہ اپنی مادری زبان میں ہی کرے۔ انسان کو اپنی مادری زبان سے ایک خاص انس ہوتا ہے اور وہ پھر اس پر قادر ہوتا ہے۔ دوسری زبان سے خواہ اس میں کس قدر بھی دخل ہو اور مہارت کامل ہو۔ ایک قسم کی اجنبیت باقی رہتی ہے۔ اس لئے چاہئے کہ اپنی مادری زبان ہی میں دعا مانگے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 145-146 ایڈیشن 1984)

متبعین کے لئے دعا

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعودؑ کے ساتھ ہے یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ صحابہؓ کی جماعت سے ملنے والی ہے۔ وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ:4) مفسروں نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعودؑ والی جماعت ہے۔ اور یہ گویا صحابہؓ کی ہی جماعت ہو گی۔ اور وہ مسیح موعودؑ کے ساتھ نہیں۔ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ساتھ ہیں۔ کیونکہ مسیح موعودؑ آپ ہی کے ایک جمال میں آئے گا۔ اور تکمیل تبلیغ اشاعت کے کام کے لئے وہ مامور ہو گا۔

اس لئے ہمیشہ دل غم میں ڈوبتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بھی صحابہؓ کے انعامات سے بہرہ ور کرے ان میں وہ صدق و وفا، وہ اخلاص اور اطاعت پیدا ہو۔ جو صحابہؓ میں تھی۔ یہ خدا کے سوا کسی سے ڈرنیوالے نہ ہوں۔ متقی ہوں۔ کیونکہ خدا کی محبت متقی کیساتھ ہوتی ہے۔ اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ (البقرۃ:195)

(الحکم جلد 4 نمبر 46 صفحہ 301 مورخہ 24 دسمبر 1900ء)

بقیہ: حضرت بلالؓ ...... از صفحہ 11

سب سے بڑی گواہی ہے جو غیرعرب قوموں نے آپؐ کے لیے دکھایا۔ یہ ہے وہ سچی گواہی، عملی گواہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا کہ عرب اور غیرعرب میں کوئی فرق نہیں تو یہ ہے اس کا اظہار۔ یہ گواہی تھی غیر قوموں کی جنہوں نے آپؐ کی محبت بھری آواز کو سنا اور اس کا اثر جو انہوں نے دیکھا اس نے اسے یقین کروا دیا کہ ان کی اپنی قوم ان سے وہ محبت نہیں کرسکتی جو محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کرتے تھے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمود جلد 30 صفحہ 263 تا 267 خطبہ جمعہ فرمودہ 26/ اگست 1949ء)

اللہ کے رسول کا یہ محب، خزانچی، نقیب، صاحب الجنۃ کو دنیا صرف اذان کی وجہ سے پہچانتی ہے۔ مکہ میں تکالیف کا سامنا کرنے پر احد احد کے الفاظ سے پہچانے جانے والا یہ وجود اور مدنی زندگی میں الصلاۃ الجامعہ اور اذان دینے کا خاصہ لئے دنیا سے رخصت ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ

پس ایک تو یہ ہے کہ قربانیاں دینی پڑتی ہیں تبھی مقام ملتا ہے اور اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم ہے کہ جو قربانیاں کرنے والے ہیں، جو شروع سے ہی وفا دکھانے والے ہیں ان کا مقام بہرحال اونچا ہے چاہے وہ حبشی غلام ہو یا کسی نسل کا غلام ہو۔ اور یہ وہ مقام ہے جو اسلام نے حق پر رکھا ہے، جو اپنے میرٹ پر رکھا ہے اور ہر ایک کو ملتا ہے۔ یہ نہیں کہ کون امیر ہے کون غریب ہے۔ قربانیاں کرنے والے ہوں گے، وفا کرنے والے ہوں گے، اپنی جانیں نثار کرنے والے ہوں گے، ہر چیز قربان کرنے والے ہوں گے تو ان کو مقام ملے گا۔

(خطبہ جمعہ 18/ ستمبر 2020ء۔ الفضل انٹرنیشنل 9/ اکتوبر 2020ء صفحہ 5-9)

(حضرت بلالؓ کے تفصیلی مناقب کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات جمعہ 11، 18 و 25/ ستمبر 2020ء ملاحظہ ہوں۔)

فرید احمد نوید۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

قرآنی انبیاء

ہواؤں کے پیغام

قسط 10

سب کارخانے، سب فیکٹریاں اور بلند و بالا عمارتیں چند لمحوں میں خاک کا ڈھیر بن گئیں۔ ایک قیامت تھی جو ’’قوم عاد‘‘ پر ٹوٹ پڑی اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ یہ وہی قوم تھی جس نے وقت کے نبی کی بات نہیں مانی تھی۔ اپنے مشرکانہ عقائد کو نہ چھوڑا تھا اور اپنی ترقیات پر فخر کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے غافل ہو گئی تھی۔ ایک ایسی قوم کی داستان جس کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔ ملک عرب کے شمال اور جنوب کے وسیع علاقے پر پھیلی ہوئی یہ قوم جس کا نام عاد تھا اپنے وقت کی ایک بہت بڑی طاقت تھی۔ انتہائی ترقی یافتہ اور دولت مند قوم عاد کئی ایک قبائل پر مشتمل تھی۔ اور یہ تمام قبیلے مل کر ’’قوم عاد‘‘ کہلاتے تھے۔ یہ آج سے قریباً 5 ہزار سال پہلے کا واقعہ ہے جب اس طاقتور قوم کی ترقی اپنے عروج پر تھی۔ کیمسٹری، علم حساب اور فزکس وغیرہ کے علوم میں اس قوم نے بہت محنت کی تھی اور علمی اور عملی لحاظ سے ایک نئی تہذیب کی بنیاد رکھ دی تھی۔ اس قوم کو فن تعمیر میں بھی کمال حاصل تھا۔ بلند و بالا عمارتیں عظیم الشان محلات اور مضبوط یادگاریں ان کی حکومت میں ہر طرف پھیلی دکھائی دیتی تھیں۔ بڑی بڑی فیکٹریاں اور کارخانے لگائے گئے تھے تاکہ ترقی کی رفتار تیز سے تیز ہو جائے۔ غرضیکہ ہر لحاظ سے یہ قوم اس وقت کی دیگر اقوام کے مقابلے میں انتہائی ترقی یافتہ اور طاقتور تھی۔ بالکل ایسے ہی جیسے آج کی دنیا میں امریکہ ایک سپر پاور کے طور پر موجود ہے اس زمانے میں یہ قوم ایک سپر پاور تھی ایک عظیم طاقت جسے اپنی طاقت پر ناز تھا۔ جسے اپنی ترقی کا گھمنڈ تھا۔ جو خود کو عظیم کہنے کی عادی ہو گئی تھی اور تمام عظمتوں کے مالک حقیقی عظیم خدا کو بھول چکی تھی۔ دیگر قوموں کے ساتھ بھی ان کا رویہ کچھ اچھا نہ تھا۔ اپنے مخالف قبائل اور حکومتوں کے ساتھ یہ لوگ بہت سختی سے پیش آتے تھے۔ اور اگر کوئی قوم ان کے خلاف سر اٹھاتی تھی تو بری طرح کچل دی جاتی تھی۔ وقت گزرتا گیا اور قوم عاد کا مزاج بگڑتا چلا گیا۔ اور ظاہری ترقیات نے انہیں خدا تعالیٰ کے وجود سے غافل کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے انہیں سیدھے راستے کی طرف بلانے کے لئے اپنے ایک بندے کو مامور کیا اس نیک اور بزرگ نبی کا نام حضرت ہود علیہ السلام تھا۔ ایک ایسی قوم کو جو متکبر ہو اور سرکشی کرنے والی ہو خدا تعالیٰ کی طرف بلانا کچھ آسان کام نہ تھا لیکن آپ کو معلوم تھا کہ حقیقی عظمتوں والا خدا آپ کے ساتھ ہے اس لئے آپ نے اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ کیا کہا تم نے اے ہود؟۔ ہم اللہ سے ڈریں اور تمہاری بات مان لیں تمہاری اطاعت کریں اور تمہارے پیچھے چلیں۔ قوم نے حیرت سے پوچھا تم جو ہماری اس قوم کے ایک عام سے فرد ہو۔ ہم اپنی ساری ترقیات کو بھلا کر اب تمہیں اپنا لیڈر بنالیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے تمہاری ان باتوں کی۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے کام سے کام رکھو اور ہمیں تنگ نہ کرو۔ قوم کے لوگوں نے گویا فیصلہ سنا دیا کہ ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ لیکن حضرت ہود علیہ السلام نے تو مایوس ہونا سیکھا ہی نہ تھا۔ آپ نے اپنا کام جاری رکھا۔ اور برابر قوم کو نصیحت کرتے رہے۔ اے لوگو! میری بات سنو!! میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں دیانتداری کے ساتھ تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا رہا ہوں اس رب کا جو تمہارا بھی رب ہے۔ اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اس لئے اس سے ڈرو اور میری بات مان لو۔ کیوں تمہاری بات مان لیں؟ قوم کے لوگ جواباً کہتے۔ آخر تم ہو کیا چیز کہ ہم تمہاری اطاعت شروع کر دیں اور یہ جو بات تم کرتے ہو ناں کہ ایک خدا ہے اور اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور ترقیات دی ہیں یہ سب باتیں غلط ہیں۔ ہم ایک محنتی قوم ہیں۔ ہم نے دن رات کی محنت سے اور مسلسل تحقیقات کے ذریعے سے مختلف علوم میں کمال حاصل کیا ہے یہ جو عظیم کارخانے تم دیکھ رہے ہو۔ یہ جو زراعت میں حیرت انگیز ترقی ہے۔ یہ جو فزکس اور کیمسٹری جیسے جدید علوم میں ہماری ترقی ہے کیا یہ سب خدا نے ہمیں دیا ہے؟ عجیب بات کرتے ہو تم بھی۔ یہ سب تو ایسے ہی چلا آ رہا ہے اور ہم شب و روز کی محنت سے اسے ترقی دے رہے ہیں۔ حضرت ہود علیہ السلام انہیں سمجھاتے کہ دیکھو! تمہاری کچھ بھی حیثیت نہیں ہے۔ مانا کہ تم نے بھی محنت کی ہے لیکن اصل چیز خدا تعالیٰ کا فضل ہے اس نے تمہیں یہ تمام ترقیات دی ہیں اس لئے اس کو اپنا مالک مانتے ہوئے اس کی اطاعت کرو۔ ورنہ جیسے تکبر کے ساتھ تم لوگ بات کر رہے ہو مجھے ڈر ہے کہ تم پر خدا تعالیٰ کا غضب نہ بھڑک اٹھے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر تمہیں کوئی بھی خدا تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ ناراض ہو گیا تو یہ سب ترقیات دھری کی دھری رہ جائیں گی اور تم خاک میں ملا دیئے جاؤ گے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے بہت کوشش کی۔ بہت سی نصائح کیں لیکن اس مغرور قوم نے آپ کی ایک نہ سنی اور صاف کہہ دیا کہ ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے چاہے تبلیغ کرو یا نہ کرو۔ یہ صورتحال بہت تکلیف دہ تھی۔ حضرت ہود علیہ السلام اور قوم کے چند لوگ جو آپ کی باتوں پر ایمان لائے تھے قوم کے رویے سے بہت دکھی تھے۔ لیکن قوم کے دلوں کو بدلنا ان کے اختیار میں نہ تھا۔ وہ خدائے واحد پر ایمان لانے کے لئے تیار نہ تھے۔ ان کے خیال میں دنیا کے کئی خدا تھے۔ جن کی مناسبت سے انہوں نے بت بنا رکھے تھے اور وہ ان بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے ماننے والوں کی باتوں کو جھوٹ سمجھ کر اپنے بتوں کی عبادت میں مصروف تھے۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ تک چلتا رہا۔ پھر بالآخر خدا تعالیٰ نے اس مغرور اور مشرک قوم کو سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔ عذاب کا وقت نزدیک آ گیا اور اس کی اطلاع حضرت ہود علیہ السلام کو دے دی گئی کہ آپ اپنے ساتھیوں سمیت اس عذاب سے بچ کر نکل جائیں۔ اب خدا تعالیٰ کا عذاب ’’قوم عاد‘‘ کو پکڑنے والا تھا۔ اس قوم عاد کو جو خود کو بہت طاقتور خیال کرتی بلند و بالا عمارتیں بہت مضبوطی کے ساتھ کھڑی تھیں۔ کارخانے اور فیکٹریاں تیزی کے ساتھ کام کر رہے تھے۔ جدید تحقیقات میں مصروف قوم عاد کے افراد بڑی محنت کے ساتھ نت نئے اصول دریافت کر رہے تھے۔ نئی نئی چیزیں بن رہی تھیں اور بے انتہا خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ ایسے میں حضرت ہود علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت اس علاقے سے ہجرت کر رہے تھے جو کچھ ہی عرصے میں خدا تعالیٰ کے عذاب کا نشانہ بننے والا تھا۔ لیکن حیرت کی بات تھی کہ شمالی عرب سے جنوبی عرب تک پھیلی ہوئی عظیم مملکت ’’عاد‘‘ اس بات سے غافل تھی۔ باوجود اس کے کہ ان کے خیال میں وہ بہت ترقی یافتہ تھے۔ کاروبار زندگی معمول کے مطابق رواں دواں تھا۔ فرق صرف اتنا پڑا تھا کہ حضرت ہود علیہ السلام اس قوم کو چھوڑ کر جا چکے تھے۔ لیکن قوم کو اس سے کیا فرق پڑ تا تھا۔ وہ تو مگن تھے اپنے کاموں میں کہ اچانک، اچانک زلزلے کے جھٹکے محسوس ہونے لگے۔ ابتدائی جھٹکے تو شاید کچھ ہلکے تھے لیکن پھر تو گویا قیامت آئی۔ زلزلے نے زمین ادھیڑ کر رکھ دی۔ بلند و بالا عمارتیں زمین بوس ہو گئیں کارخانے اور فیکٹریاں ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ شدید زلزلہ اور طوفان کی وجہ سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہوا میں بڑے بڑے پتھر اڑ رہے ہیں اور پتھروں کی بارش ہو رہی ہے۔ ایک کہرام مچ گیا۔ مرنے والے لوگوں کی چیخ و پکار نے قیامت کا سا سماں پیدا کر دیا تھا۔ خود کو عظیم کہنے والی ’’قوم عاد‘‘ مٹی میں مل رہی تھی لیکن اس وقت کوئی نہیں تھا جو اس کی مدد کو آتا اور اسے عذاب سے بچاتا۔ اور پھر جب زلزلے ختم ہوئے تباہی رکی تو عجیب نظارہ تھا۔ سب کچھ مٹ چکا تھا۔ سب فنا ہو چکا تھا۔ ’’قوم عاد‘‘ کا نام و نشان تک باقی نہ رہا تھا۔ صحرا کی تیز ہواؤں نے آہستہ آہستہ ان کے اجڑے ہوئے شہروں پر ریت پھینک پھینک کر انہیں زمین میں دبا دیا تھا۔ کل جہاں ’’قوم عاد‘‘ آباد تھی۔ آج وہاں صرف چند ٹیلے تھے۔ چند کھنڈر تھے یا صحرا کی طرف سے ریت لانے والی ہوائیں۔ جو روزانہ قوم عام کے لئے یہ پیغام لیکر آتی تھیں کہ اے تکبر کرنے والی قوم! تم نے خدا کے ایک نبی کو جھٹلا دیا۔ تم نے اس کی بات نہیں مانی۔ اب دیکھ لو اپنا انجام! یہ پیغام ’’قوم عاد‘‘ کے لئے بھی تھا اور ان کے بعد آنے والی ہر قوم کے لئے بھی، کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کا احترام لازم ہے۔ اس کی بات ماننا ضروری ہوتا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کیلئے کسی بھی قوم کو تباہ کرنا مشکل نہیں۔ چاہے وہ ’’قوم عاد‘‘ ہو یا کوئی اور قوم!!

قمر الدین قمر

رمضان اور نماز تہجد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے 7 نومبر 1969ء کو خطبہ جمعہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا۔

’’رمضان کا مہینہ پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے تو روزہ ہے۔ دوسرے نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر قیام اللیل یعنی رات کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تیسرے قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے۔ چوتھے سخاوت اور پانچویں آفات نفس سے بچنا ہے۔ ان پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ عبادات ماہِ رمضان کہلاتی ہیں‘‘

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 983)

رمضان المبارک کی عبادتوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے دوسرے نمبر پر نماز کی پابندی کے ساتھ قیام اللیل یعنی رات کے نوافل کا ذکر فرمایا اور آج کے مضمون میں اسی کا ذکر ہوگا۔

قیام اللیل۔تہجد کے معانی

تَھَجَّدُ الۡقَوۡمِ اسۡتَیۡقَظُوۡالِلصَّلٰوۃِ اَوۡ غَیۡرِھَا

یعنی تَھَجَّدُ الۡقَوۡمِ کے معنیٰ لوگوں کے سونے کے بعد نماز وغیرہ کے لئے بیدار ہونا۔ (السان العرب)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’تہجد کے معنیٰ سو کر اٹھنے کے ہوتے ہیں اس لئے تہجد کی نماز سے پہلے سونا ضروری ہے۔ جو لوگ ساری رات جاگنے کے چلے کھینچتے ہیں وہ عبادت نہیں کرتے شریعت کے منشاء کو باطل کرتے ہیں ایسی عبادت قرآن کریم کے منشاء کے خلاف ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پہلی رات سوتے تھے اور آخر رات میں اٹھ کر تہجد پڑھتے تھے۔‘‘

(بخاری کتاب التہجد باب من نام اولی اللیل راحیا اخرہ)،(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 406)

قرآن کریم میں وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَھَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ نماز تہجد کو نَافِلَۃً قرار دیا گیا ہے اور نَافِلَۃً کے معنیٰ ہیں۔

1) اَلۡغَنِیۡمَۃُ — غنیمت
2) اَلۡعَطِیۡعَۃُ — بخشش
3) مَاتَفۡعَلُہٗ مِمَّا لَا یَجِب — غرض سے زائد عمل کرنا

(اقرب)

گویا تہجد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے لئے غنیمت اور بخشش ہے۔ فرض سے زائد وہ عمل ہے جس کے نتیجہ میں عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا مقام محمود عطا ہوتا ہے۔

نماز تہجد کا وقت

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:

’’نصف شب کے بعد کسی وقت پو پھٹنے سے پہلے یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے مگر جیسا کہ تہجد کے معنوں سے ظاہر ہے، یہ نماز سو کر اٹھنے کے بعد پڑھنی چاہئے۔ گو کسی وقت سونے کا وقت نہ ملے اور نصف شب گزر جائے تو یوں بھی پڑھ سکتا ہے مگر قرآن کریم نے جو اس کا نام رکھا ہے اس سے بھی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق عمل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ عشاء کے بعد آدمی سو جائے اور سونے سے اٹھکر یہ نماز ادا کرے۔ اس نماز کا روحانی ترقیات سے بہت گہرا تعلق ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 114)

اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّھَا الۡمُزَّمِّلُ ﴿۲﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۳﴾ نِّصۡفَہٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡہُ قَلِیۡلًا ﴿۴﴾ اَوۡ زِدۡ عَلَیۡہِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ﴿۵﴾ اِنَّا سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡکَ قَوۡلًا ثَقِیۡلًا ﴿۶﴾ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیۡلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِیۡلًا ﴿۷﴾ اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبۡحًا طَوِیۡلًا ﴿۸﴾

(المزمل: 2-8)

ترجمہ: اے چادر میں لپٹے ہوئے (خدا کی رحمت کا انتظار کرنیوالے) راتوں کو اٹھ اٹھ کے عبادت کر جس سے ہماری مراد یہ ہے کہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارا کر۔ یعنی اس کا نصف یا نصف سے کچھ کم کر دے (بعض راتیں بہت چھوٹی ہوتی ہیں ان میں رات کا صرف تھوڑا سا حصہ صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے جاگا جاتا ہے لیکن فرماتا ہے جب دن کے برابر راتیں ہوں تو نصف رات جاگا کرو اور نصف سویا کرو اور جب لمبی راتیں ہوں تو زیادہ حصہ رات کا جاگا کرو اور تھوڑا حصہ سویا کرو اور جب جاگو تو اسمیں قرآن کی تلاوت کیا کرو) اور قرآن کو خوش الحانی سے پڑھا کر۔ ہم تجھ پر ایک ایسا کلام اتارنے والے ہیں (جو ذمہ داری کے لحاظ سے) بڑا بوجھل ہے۔ رات کا اٹھنا نفس کو پیروں کے نیچے مسلنے میں سب سے کامیاب نسخہ ہے اور رات کے جاگنے والوں کو سچ کی عادت بھی پڑ جاتی ہے (یعنی اس عبادت کی وجہ سے اس کی روحانیت کامل ہو جاتی ہے اور وہ جھوٹ سے پرہیز کرنے لگ جاتا ہے۔)

ان آیات کی تشریح میں جو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ترجمہ محترم مولانا میر محمد سعید صاحب کا مرتب کردہ ہے لکھا ہے:

’’نِصۡفَہٗ۔ تہجد۔ رات کی نماز۔ نِصۡفَہٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡہُ مراد یا تو چھ بجے شام سے نو بجے رات تک اور پھر تین بجے سے چھ بجے تک تہجد، قرآن، تسبیح و تہلیل کا وقت ہے یا اڑھائی بجے سے نصف شب ہو جاتی ہے یعنی چھ گھنٹے۔ کیونکہ مغرب کے بعد سے نو بجے تک تین گھنٹے اور تین بجے سے چھے بجے تک یا اڑھائی بجے سے چھ بجے تک جملہ چھ گھنٹے ہوئے جو نصف شب ہوتی ہے یا چونکہ راتیں بڑھتی گھٹتی رہتی ہیں اس لئے متوسط رات میں نصف شب ہے اور چھوٹی راتوں میں نصف سے کم اور بڑی راتوں میں نصف سے زیادہ قیام کرنے کا ارشاد ہے اور چونکہ حکم قطعی نہیں بلکہ اَوۡ کے ساتھ ارشاد ہوا ہے تو طبیعت کے نشاط و انشراح پر بھی اس قیام اللیل کا حوالہ کیا گیا ہے یعنی چھوٹی راتوں میں بحالت نشاط زیادہ قیام کرسکتا ہے کہ بڑی راتوں میں بحالت عدم نشاط کم اس نماز کو پڑھنے والے اور مداومت کرنے والے ہیں ایک حدیث میں حضور کی زبانی اَشۡرَافُ اُمَّتِیۡ کا خطاب پاتے ہیں شَرَفَ کے معنیٰ بلند درجہ کے ہیں یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص نہیں ہے جیسے عوام کا خیال ہے کیونکہ قرانی طرز اسی قسم کا ہے کہ کبھی مخاطب خاص اور بیان عام ہوتا ہے جیسا سورۃ بنی اسرائیل لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰہِ (بنی اسرائیل) میں مخاطب خواص آپ معلوم ہوتے ہیں اس تمام رکوع میں یہی طرز ہے کہ مراد عام ہے اور مخاطبات خاص تو تہجد سب ہی کو پڑھنا چاہئے اور مشکوٰۃ شریف وغیرہ میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قیامت کے دن سب لوگ ایک میدان میں جمع ہوں گے اور ایک پکارنے والا پکارے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنا بستر چھوڑ کر تہجد، صبح کی نماز کے لئے اٹھا کرتے تھے۔ وہ کھڑے ہو جائیں گے وہ تھوڑے ہی ہوں گے پس ان کو مل جائے گا حکم کہ تم بلا حساب جنت میں چلے جاؤ۔ اس کے بعد دوسروں کا حساب شروع ہوگا اور فرمایا رحمت اس شخص پر جو تہجد کے واسطے آپ بھی اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی اٹھاوے۔ اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی مارے اسی طرح عورت کرے۔‘‘

نماز تہجد کی فضلیت

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر آتا ہے اور پکارتا ہے کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اسکا سوال پورا کروں۔ کون مجھ سے بخشش چاہتا ہے کہ میں اسے بخش دوں یہ طلوع فجر تک ہوتا رہتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں نماز تہجد کی فضلیت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیۡلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّاَقۡوَمُ قِیۡلًا (المزمل:7)

کہ تہجد کے لئے بیدار ہونا ایسا مجاہدہ ہے جو نفس کو دبانے، اس پر قابو پانے، اسے مسلنے کا کامیاب نسخہ ہے۔

حضرت مصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:

’’رات کو خدا تعالیٰ کے حضور گرے رہنے والوں کی روحانیت ایسی کامل ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ سچ کے عادی ہو جاتے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 542)

خدا کے برتر و بالا افضل الرسل خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا گیا:

وَمِنَ الَّیۡلِ فَاسۡجُدۡ لَہٗ وَسَبِّحۡہُ لَیۡلًا طَوِیۡلًا (الدھر:27)

اور رات کے وقت بھی اس کے سامنے سجدہ کیا کر اور رات کو دیر تک اس کی تسبیح کیا کر۔

اس حکم خداوندی کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے کیسے عمل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ یوں فرماتا ہے۔

اِنَّ رَبَّکَ یَعۡلَمُ اَنَّکَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰی مِنۡ ثُلُثَیِ الَّیۡلِ وَنِصۡفَہٗ وَثُلُثَہٗ وَطَآئِفَۃٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ مَعَکَ (المزمل:21)

(اے رسول) تیرا رب جانتا ہے کہ تو دو تہائی رات سے کچھ کم نماز کے لئے کھڑا رہتا ہے اور کبھی کبھی نصف کے برابر اور کبھی ایک تہائی کے برابر اس طرح کچھ تیرے ساتھی بھی۔

صحابہ کی نماز تہجد کی گواہی دیتے ہوئے فرمایا۔

کَانُوۡا قَلِیۡلًا مِّنَ الَّیۡلِ مَا یَھۡجَعُوۡنَ ﴿۱۸﴾ وَبِالۡاَسۡحَارِ ھُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۱۹﴾

(الذاریات: 18-19)

راتوں کو کم ہی سوتے تھے اور صبح کے وقت بھی وہ استغفار کیا کرتے تھے۔

وَالَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّھِمۡ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان: 65)

مومن اور عباد الرحمان کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور وہ اپنے رب کیلئے راتیں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔

اسطرح فرماتا ہے۔

تَتَجَافٰی جُنُوۡبُھُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا (السجدہ:17)

ان (یعنی مومنوں) کے پہلو ان کے بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (یعنی تہجد کیلئے) اور وہ اپنے رب کو اس کے عذابوں سے بچنے کے لئے اور اس کی رحمت حاصل کرنے کیلئے پکارتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

"تہجد کی ادائیگی بھی عباد الرحمان کا شعار قرار دیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ انکی راتیں خراٹے بھرتے ہوئے نہیں گزرتیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی محبت اور عبادت میں گزرتی ہیں۔ وہ جسمانی تاریکی کو دیکھ کر ڈرتے ہیں کہ کہیں ان پر روحانی تاریکی بھی نہ آجائے اور وہ دعاؤں اور استغفار اور انابت سے خدا تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

(تفسیر کبیر 4 صفحہ 542)

عام دنوں میں گھروں میں رہتے ہوئے صحابہؓ تہجد ادا کیا ہی کرتے تھے۔ اور جب جنگوں میں جاتے تو دوران جنگ بھی تہجد کی ادائیگی فرض عین سمجھ کر ادا کرتے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں۔

"تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب روم کے ساتھ مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تو رومی جرنیل نے اپنا ایک وفد مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے بھجوا اور اس نے کہا کہ تم مسلمانوں کے لشکر کو جا کر دیکھو اور پھر واپس آکر بتاؤ کہ ان کی کیا کیفیت ہے وہ وفد اسلامی لشکر کا جائزہ لے کر واپس گیا تو اس نے کہا ہم مسلمانوں کو دیکھ آئے ہیں وہ ہمارے مقابلہ میں بہت تھوڑے ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جن ہیں۔ کیونکہ ہم نے دیکھا کہ وہ دن کو لڑتے ہیں اور رات کو تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہمارے سپاہی جو دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں وہ تو رات کو شرابیں پیتے اور ناچ گانے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور جب ان کاموں سے فارغ ہوتے ہیں تو آرام سے سو جاتے ہیں مگر وہ لوگ کوئی عجیب مخلوق ہیں کہ دن کو لڑتے ہیں اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے اور اسکا ذکر کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے لڑنا بے فائدہ ہے چنانچہ دیکھ لو اس ذکر الٰہی کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ بھی آسمان سے ان کی مدد کے لئے اترا اور اس نے انہیں بڑی بڑی طاقتور حکومتوں پر غالب کر دیا عرب کی ساری آبادی ایک لاکھ اسی ہزار تھی مگر انہوں نے روم جیسے ملک سے ٹکر لے لی جس کی بیس کروڑ آبادی تھی۔ پھر انہوں نے کسریٰ کے ملک پر حملہ کر دیا اور اس کی آبادی بھی بیس تیس کروڑ تھی۔ گویا پچاس کروڑ کی آبادی رکھنے والے ممالک پر ایک لاکھ اسی ہزار کی آبادی رکھنے والے ملک کا ایک حصہ حملہ آور ہوا۔ اور پھر یہ ملک اتنے طاقتور تھے کہ ہندوستان بھی ان کے ماتحت تھا چین بھی ان کے ماتحت تھا اسی طرح ترکی آرمینیا، عراق اور عرب کے اوپر کے ممالک یعنی فلسطین اور مصر وغیرہ بھی ان کے ماتحت تھے۔ مگر باوجود اتنی کثرت کے مٹھی بھر مسلمان نکلے تو انہوں نے ان لوگوں کا صفایا کر دیا اور بارہ سال کے عرصہ میں ان کی فوجیں قسطنطنیہ کی دیواروں سے جا ٹکرائیں یہ فتوحات جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں صرف ذکر الٰہی اور يَبِيۡتُوۡنَ لِرَبِّهِمۡ سُجَّدًا وَّقِيَامًا کا نتیجہ تھیں۔"

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 363-364)

دوسروں کو تحریض

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے میں جنت میں جہاں جانا چاہتا ہوں وہ مجھے اڑا کر لے جاتا ہے اور میں نے دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور مجھے دوزخ کی طرف لے جانے لگے کہ انہیں ایک اور فرشتہ ملا اور اس نے مجھے کہا ڈرو نہیں اور اس نے ان دونوں فرشتوں سے کہا کہ اسے چھوڑ دو۔ وہ لکھتے ہیں میں نے اپنا یہ خواب اپنی بہن حضرت حفصہؓ کو بتایا تو انہوں نے میرا یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عبد اللہ بہت اچھا آدمی ہے اسے چاہئے کہ وہ رات کو تہجد بھی ادا کیا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمرؓ رات کو بہت کم سوتے تھے ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ رات کو نماز پڑھا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب التہجد)

حضرت عبد اللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں لوگوں کے ساتھ آپ ﷺ سے ملنے گیا تو آپ ﷺ کا چہرہ دیکھتے ہی سمجھ گیا۔ اَنَّ وَجۡهَهٗ لَيۡسَ بِوَجۡهِ كَذَّابٍ یہ چہرہ جھوٹا نہیں ہے۔ اس وقت آپ ﷺ نے نصیحت فرمائی۔ باہم سلام کیا کرو۔ لوگوں کو کھانا کھلایا کرو۔ صلہ رحمی کیا کرو۔

(سنن دارمی باب فضل صلاۃ اللیل، ترمذی: 2485)

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ رات کے وقت آپ ﷺ اپنے داماد حضرت علیؓ اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کے گھر گئے اور باتوں باتوں میں دریافت فرمایا کہ کیا تم تہجد بھی پڑھا کرتے ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! پڑھنے کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت کسی وقت آنکھ نہیں کھلتی تو نماز رہ جاتی ہے آپ ﷺ اسی وقت اٹھ کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے اور بار بار فرمایا وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ اَكۡثَرَ شَیۡءٍ جَدَلًا (بخاری کتاب التہجد) آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اگر رات کو میاں کی آنکھ کھلے اور وہ تہجد کے لئے اٹھے تو اپنی بیوی کو بھی تہجد کے لئے جگائے اور اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے اور اگر بیوی کی آنکھ کھل جائے اور اس کا میاں جگانے کے باوجود نہ اٹھے تو اس کے منہ پر پانی کا ہلکا سا چھینٹا دے۔ آپ ﷺ تہجد کی اہمیت پر اس قدر زور دیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں اپنے بندوں کے قریب آجاتا اور ان کی دعاؤں کو ان کی نسبت بہت زیادہ قبول فرماتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 543)

حضرت بلالؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رات کو نماز تہجد کے لئے بیدار ہوا کرو کیونکہ یہ تم سے پہلی اقوام میں سے صالحین کا طریق ہے۔ رات کا قیام اللہ تعالیٰ کی قربت عطا کرتا ہے۔ اور گناہوں سے روکتا ہے اور برائیوں کو مٹاتا ہے اور جسمانی تکالیف سے محفوظ کرتا ہے۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبی ﷺ 3549)

تہجد کے فوائد

نوافل کا انسان کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ نوافل کے ذریعہ جب انسان صِبۡغَةَ اللّٰهِ اللہ کا رنگ اختیار کرتا ہے۔ تو اللہ اسکا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث نبوی ظاہر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب التواضع 501)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

کہ جب کوئی شخص رات کو بیدار ہوتا ہے اور اپنی بیوی کو بھی بیدار کرتا ہے پھر وہ دونوں دو رکعت ادا کرتے ہیں تو اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں میں ان کا نام لکھا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوۃ باب ما جاء فیمن ایقظ اھلہ من اللیل 1335)

استاذی المکرم چوہدری محمد علی صاحب مضطر عارفی اپنے خوبصورت اشعار میں ادھی رات کو اٹھ کر خداوند تعالیٰ کا در کھٹکھٹانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرے ذرے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات
دو گھڑی عرض مدعا کر لے
وقت ہے سازگار آدھی رات
کھلتے کھلتے کھلے گا باب قبول
عرض کر بار بار آدھی رات

(اشکوں کے چراغ 405)

حضرت عبد اللہؓ بن رواحہ نے کیا خوبصورت فرمایا ہے۔

اَفۡلَحَ مَنۡ يُّعَالِجُ الۡمَسَاجِدَ
وَ يَقۡرَأُ الۡقُرۡاٰنَ قَآئِمًا وَّقَاعِدًا
وَلَا يَبِيۡتُ اللَّيۡلَ رَاقِدًا

(سیرۃ النبی ﷺ از علامہ شبلی نعمانی صفحہ 182)

ترجمہ: کامیاب ہے وہ شخص جو مساجد تعمیر کرتا ہے۔ اور اٹھتے بیٹھتے قرآن پڑھتا ہے اور راتوں کو جاگتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ احباب جماعت کو نماز تہجد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"پینسٹھ ستر سال کی عمر کو پہنچ کر تو شاید ایک تعداد تہجد پڑھتی ہو اور انکو خیال بھی آجاتا ہو لیکن انصار کی جو ابتدائی عمر ہے اس میں بھی تہجد کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یقیناً ایک تعداد ہے جو تہجد کا التزام کرنے والی ہے۔ بلکہ خدام میں سے بھی ہیں لیکن انصار میں یہ تعداد اکثریت میں ہونی چاہئے"

(سبیل الرشاد جلد 4 صفحہ 287)

سیدنا امام آخر الزمان حضرت مہدی معہود مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

"راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھلائے۔۔۔۔ تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو، تہجد میں اٹھو، دعا کرو، دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل بناؤ"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 25 جدید ایڈیشن)

پھر فرمایا:

"ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں جو زیادہ نہیں وہ دو رکعت ہی پڑھ لیں کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقعہ بہر حال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو۔ اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے۔ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے دعا میں رقت اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں۔ کیونکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جبکہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا

کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھکر ہے جو بیدار کر رہا ہے‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 182 جدید ایڈیشن)

تہجد کے لئے اٹھنے کے تیرہ طریق

بعض لوگ تہجد کے لئے اٹھنا بھی چاہتے ہیں مگر ان کا کہنا ہے کہ ہم رات کو اٹھیں کیونکر۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جلسہ سالانہ 28 دسمبر 1916ء کو جو تقریر ذکر الہٰی کے عنوان سے فرمائی تھی آپ نے اس میں تیرہ طریق بتائے تھے جن سے رات کو اٹھنے میں مدد مل سکتی ہے میں انکو خلاصۃً یہاں درج کرتا ہوں۔ (لیکن تفصیل جاننے کیلئے اور اصل لطف اٹھانے کے لئے اصل تقریر پڑھنی چاہیئے)۔

عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد کچھ عرصہ ذکر کر لے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جتنا عرصہ وہ ذکر کرے گا صبح سے اتنا ہی قبل اس کی آنکھ ذکر کرنے کے لئے کھل جائے گی۔

عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد کسی سے کلام نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد بغیر کلام کئے سو جانا چاہیئے۔

وضو کر کے چارپائی پر لیٹے۔

سونے لگے تو کوئی ذکر کر کے سوئے۔

سوتے وقت کامل ارداہ کر لیا جائے کہ تہجد کے لئے ضرور اٹھوں گا۔

وتروں کو عشاء کی نماز کے ساتھ نہ پڑھے بلکہ تہجد کے وقت کے لئے رہنے دے۔ جب یہ خیال ہوگا کہ وتر پڑھنے ہیں تو ضرور اٹھے گا اور جب اٹھے گا تو نفل بھی پڑھ لے گا۔

عشاء کی نماز کے بعد اتنی دیر نفل پڑھیں کہ نیند آجائے اس روحانی ورزش سے سویرے نیند کھل جائے گی۔

جن دنوں نیند زیادہ آئے اور وقت پر آنکھ نہ کھلے تو نرم بستر ہٹا دیا جائے۔

سونے سے کئی گھنٹے پہلے کھانا کھا لیا جائے۔

صفائی کی حالت میں سوئے۔ صفائی کی حالت میں سونے والوں کو ملائکہ جگا دیتے ہیں۔

بستر کی پاکیزگی روحانیت سے خاص تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے اسکا خاص خیال رکھیں کہ بستر پاک صاف ہو۔

میاں بیوی ایک بستر میں نہ سوئیں۔

دل کو کینہ اور بغض سے پاک کر کے سوئیں روح پاک ہونے کی وجہ سے تہجد کے لئے اٹھنے کی توفیق مل جائے گی۔

(تقاریر محمود فرمودہ سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود زیر اہتمام فضل عمر فاؤنڈیشن صفحہ 38۔43)

تہجد کے لئے بیدار ہونے پر دعا

ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو نماز تہجد کا آغاز کیسے فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ جب آپ ﷺ رات کو بیدار ہوتے تو نماز کے آغاز میں کہتے۔

اے اللہ! جبرائیل، میکائیل، اسرافیل کے رب۔ آسمانوں اور زمینوں کو بنانے والے، غیب اور ظاہر کا علم رکھنے والے تو اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ تو میرے حق سے متعلق جو اختلاف کیا گیا ہے اس بارے میں رہنمائی فرما کہ تو ہی سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرسکتا ہے۔

(سنن ترمذی کتاب الدعوات باب فی الدعاء عند افتتاح الصلوٰۃ اللیل 3420)

تہجد کے لئے بیدار ہونے کے بعد کی دعا

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات کے وقت تہجد کیلئے بیدار ہوتے تو یہ دعا کرتے۔

(بخاری کتاب التہجد بات التہجد باللیل)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز تہجد سے فارغ ہوئے۔ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیری ایسی رحمت کا طلبگار ہوں جس سے میرا دل ہدایت پا جائے / سیدھی راہ پر آجائے۔ اور اس کے ذریعے میرے معاملات مجتمع ہو جائیں اور اس کے ذریعے مجھے جمعیت حاصل ہو۔ اور اس سے میرے پوشیدہ معاملات کی اصلاح پزیر ہو جائے اور میرا ظاہر رفعت پکڑ جائے اور میرے عمل پاکیزہ ہو جائیں اور تو مجھے الہام کر اور اس کے ذریعے میرے پیاروں کو متحد کر دے۔ اور مجھے ہر قسم کی برائی سے بچا۔ اے اللہ! مجھے ایسا ایمان اور یقین عطا فرما جس کے بعد کفر نہ ہو اور ایسی رحمت جس کے ذریعے میں دنیا اور آخرت میں تیری کرامت کا شرف اور بزرگی کو پالوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے انجام کار کامیابی کا طلبگار ہوں اور شہداء کی مہمانی اور نیکوں کی زندگی اور دشمنوں کے خلاف مدد کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ! میں تیرے حضور! اپنی حاجت پیش کرتا ہوں اگرچہ میری عقل کوتاہ ہے اور عمل کمزور ہیں پھر بھی میں تیری رحمت کا محتاج ہوں۔ اے معاملات کا فیصلہ کرنے والے اور سینوں کو شفا دینے والے جیسے تو دو دریاؤں کو ملنے سے جدا رکھتا ہے میں تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ مجھے عذاب سعیر اور ہلاک کرنے والی دعا سے اور قبر کے فتنہ سے دور رکھیو۔ اے اللہ! جو خیر میری عقل نہ سمجھ پائے اور اس تک میری نیت بھی نہ پہنچے اور میں اس خیر کا مطالبہ بھی نہ کرسکوں جس کا تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی سے وعدہ کیا ہے یا ایسی خیر جیسے اپنے بندوں میں سے کسی کو دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میں تجھ سے اس کا طلبگار ہوں۔ اے رب العالمین میں اسے تیری رحمت کے وسیلے سے مانگتا ہوں۔ اے قوتوں کے اور اچھے کاموں کے مالک میں قیامت کے دن تجھ سے امن چاہتا ہوں اور جنت چاہتا ہوں۔ رکوع کرنے، عاجزی کرنے والوں، سجدہ کرنے والوں اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے والوں کے ساتھ یقیناً تو بار بار رحم فرمانے والا ہے۔ انتہائی محبت کرنے والا ہے اور تو جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اے اللہ! ہم کو ہدایت کرنے والے، ہدایت پانے والے بنا، گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے نہ بنا۔ تیرے اولیاء کے لئے سلامتی کا موجب اور اپنے دشمنوں کو دشمن بنا۔ جو شخص تجھ سے محبت رکھتا ہے ہم تیری محبت کی وجہ سے اس سے محبت رکھیں اور محض تیری خاطر تیرے دشمن سے جو تیرا مخالف ہے دشمنی رکھیں۔ اے اللہ! یہ میری دعا ہے اور تو ہی اسے قبول فرما سکتا ہے اور یہ میری کوشش ہے اور تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ اے اللہ! میری قبر میں نور پیدا فرما اور میرے دل میں اور میرے آگے اور میرے پیچھے اور میرے دائیں اور میرے بائیں اور میرے اوپر اور میرے نیچے اور میرے کانوں میں اور میری آنکھوں میں اور میرے بالوں میں اور میرے چہرہ میں اور میرے بدن میں اور میرے گوشت میں اور میرے خون میں اور میری ہڈیوں میں نور پیدا فرما۔ اے اللہ میرا نور بڑھا دے اور مجھے نور عطا فرما اور مجھے نور بنا دے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے عزت کی چادر اوڑھی اور اس کے بارے میں فرمایا۔ پاک ہے وہ جس نے بزرگی کا جامہ اوڑھا۔ اور اس کو اپنے لئے خاص کیا۔ پاک ہے وہ جس کے سوا کوئی تسبیح کے لائق نہیں پاک ہے وہ ذات جو بڑے فضل والا ہے، نعمتوں والا ہے۔ پاک ہے وہ جو بزرگی والا اور عزت والا ہے۔ پاک ہے وہ جو صاحب جلال اکرام ہے۔

(ترمذی کتاب الدعواۃ باب ما جاء ما یقول اذا قام من اللیل الی الصلوٰۃ 3419)

تہجد کی رکعات

اُم المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی سات رکعت پڑھتے کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعت ادا فرماتے۔

(بخاری 1139)

آپ رات کے آغاز میں سو جاتے اور اخیر رات میں اٹھتے اور نماز ادا فرماتے۔ فرماتی ہیں آپ ﷺ نماز تہجد کبھی بیٹھ کر ادا کرتے نہیں دیکھا۔ ہاں جب آپ ﷺ کی عمر مبارک زیادہ ہوگئی تو بیٹھ کر تلاوت فرماتے جب، تیس، چالیس آیات رہ جاتی تو کھڑے ہو جاتے انکی تلاوت کرتے اور پھر رکوع میں جاتے۔

- اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ
اے اللہ! تعریف کے لائق صرف تو ہی ہے آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے انہیں تو ہی قائم رکھے ہوئے ہے اور تعریف تیرے لئے ہی ہے
- اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
تو ہی آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور تعریف تیرے لئے ہی ہے آسمانوں اور زمین کا تو ہی بادشاہ ہے
- وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُکَ الْحَقُّ وَلِقَآؤُکَ حَقٌّ
اور تعریف کے لائق صرف تو ہی ہے تو برحق ہے اور تیرا وعدہ بھی برحق ہے اور تیری ملاقات برحق ہے
- وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ
اور تیرا قول برحق ہے اور جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے
- وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ
اور نبی برحق ہیں اور محمد ﷺ برحق ہیں اور قیامت کا آنا برحق ہے
- اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ
اے میرے اللہ! میں نے تجھے قبول کیا ہے اور میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور میں تجھ پر توکل کرتا ہوں
- وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَکَمْتُ
اور تیری طرف ہی میں جھکتا ہوں اور میں تیری خاطر ہی جھگڑتا ہوں اور تیرے ہاں ہی فیصلہ کی غرض سے آتا ہوں
- فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ
پس مجھے معاف فرما میرے اگلے پچھلے گناہ اور میرے چھپے گناہ اور میرے ایسے گناہ جو میں نے اعلانیہ کئے ہیں اول و آخر تو ہی ہے
- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ لَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ وَزَادَ عَبْدُ الْکَرِیْمِ اَبُوْ اُمَیَّۃَ
تیرے سوا کوئی معبود نہیں یا تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں عبد الکریم ابو امیہ نے اس دعا میں اضافہ کیا
- وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
یعنی اللہ کی مدد کے بغیر کسی گناہ سے بچنے اور کوئی نیکی بجالانے کی ہم میں طاقت و قوت نہیں ہے

رسول اللہ ﷺ نماز میں لمبا قیام فرماتے یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک متورم ہو جاتے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پاؤں یا کہا پنڈلیوں پر ورم آجاتے جب آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ ﷺ اسقدر محنت اور مشقت اور تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اَفَلَآ اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ کیا میں اللہ

بقیہ صفحہ 9 پر

احتشام الحسن۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

رمضان، تلاوتِ قرآن اور ذکر الٰہی کا مہینہ

رمضان المبارک انسان کی روحانیت کو تیز کرنے کے لئے اور نیکیوں میں ترقی کرنے کے لئے نہایت سازگار مہینہ ہے، ہر طرف نیکی کی فضاء قائم ہوجاتی ہے۔ لہٰذا بکثرت قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہئے، استغفار، درود اور دیگر دعاؤں سے اپنی زبانیں تر رکھنی چاہئیں۔ اپنے اوقات بھی خدمت دین میں اور دعوت الی اللہ میں صرف کرنے چاہئیں اور بکثرت عبادت بجالانی چاہئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: ’’اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کے دو دَور مکمل کئے جائیں ورنہ کم از کم ایک تو ضرور ہو۔ اور ہر رحمت کی آیت پر خدائی رحمت طلب کی جائے اور ہر عذاب کی آیت پر استغفار کیا جائے۔

اس مہینہ میں دعاؤں اور ذکر الٰہی پر بھی بہت زور ہونا چاہئے اور دعا کے وقت دل میں یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے کہ ہم گویا خدا کے سامنے بیٹھے ہیں یعنی خدا ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ دعاؤں میں اسلام اور احمدیت کی ترقی اور حضرت خلیفۃ المسیح۔۔۔ ایدہ اللہ کی صحت اور درازیٔ عمر اور سلسلہ کے مبلغوں اور کارکنوں اور قادیان کے درویشوں اور ان کے مقاصد کی کامیابی کو مقدم کیا جائے۔ عمومی دعاؤں میں (رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ) بڑی عجیب وغریب دعا ہے اور نفس کی تطہیر کے لئے (لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحٰنَکَ ٭ۖ اِنِّیۡ کُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ) غیر معمولی تاثیر رکھتی ہے۔ اور استعانت باللہ کے لئے یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ نَسۡتَغِیۡثُ کامیاب ترین دعاؤں میں سے ہے۔ اور سورۃ فاتحہ تو دعاؤں کی سرتاج ہے۔

برکات کے حصول کے لئے کثرت کے ساتھ درود پڑھنا اوّل درجہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ایک رات میں نے اس کثرت سے درود پڑھا کہ میرا دل و سینہ معطّر ہوگیا۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں بھر بھر کے میرے مکان کے اندر آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ نور اس درود کا ثمرہ ہے جو تو نے محمد ﷺ پر بھیجا ہے‘‘۔

(روزنامہ الفضل ربوہ، 9؍مارچ 1960ء)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ

(البقرہ:187)

’’چونکہ اس آیت سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی روزوں کا ذکر ہے اس لئے اس آیت کے ذریعہ مومنوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ یوں تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور ان کی حاجات کو پورا فرماتا ہے لیکن رمضان المبارک کے ایام قبولیت دعا کے لئے مخصوص ہیں۔ اس لئے تم ان دنوں سے فائدہ اٹھاؤ اور خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کی کوشش کرو۔ ورنہ اگر رمضان کے مہینہ میں بھی تم خالی ہاتھ رہے تو تمہاری بدقسمتی میں کوئی شبہ نہیں ہوگا۔

جس طرح مظلوم کی ساری توجہ محدود ہو کر ایک ہی طرف یعنی خدا تعالیٰ کی طرف لگ جاتی ہے اسی طرح ماہ رمضان میں مسلمانوں کی توجہ خدا تعالیٰ کی طرف ہوجاتی ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی پھیلی ہوئی چیز محدود ہو جائے تو اس کا زور بہت بڑھ جاتا ہے جیسے دریا کا پاٹ جہاں تنگ ہوتا ہے وہاں پانی کا بڑا زور ہوتا ہے۔ اسی طرح رمضان کے مہینہ میں وہ اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جو دعا کی قبولیت کا باعث بن جاتے ہیں۔ اس مہینہ میں مسلمانوں میں ایک بہت بڑی جماعت ایسی ہوتی ہے جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے۔ پھر سحری کے لئے سب کو اٹھنا پڑتا ہے اور اس طرح ہر ایک کو کچھ نہ کچھ عبادت کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اس وقت لاکھوں انسانوں کی دعائیں جب خدا تعالیٰ کے حضور پہنچتی ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو رد نہیں کرتا بلکہ انہیں قبول فرماتا ہے۔ اُس وقت مومنوں کی جماعت ایک کرب کی حالت میں ہوتی ہے۔ پھر کس طرح ممکن ہے کہ ان کی دعا قبول نہ ہو۔ درد اور کرب کی حالت کی دعا ضرور سنی جاتی ہے۔ جیسے یونسؑ کی قوم کی حالت کو دیکھ کر خدا تعالیٰ نے ان کو بخش دیا اور ان سے عذاب ٹل گیا۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ سب اکٹھے ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھک گئے تھے۔

پس رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعا کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (قَرِیۡبٌ) کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا۔ جب بندہ اسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیتا ہے اور اپنے عمل سے ثابت کر دیتا ہے کہ اب وہ خدا تعالیٰ کا در چھوڑ کر اور کہیں نہیں جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں اور (اِنِّیۡ قَرِیۡبٌ) کی آواز خود اس کے کانوں میں آنے لگتی ہے جس کے معنے سوائے اِس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر وقت اُس کے ساتھ رہتا ہے۔ اور جب کوئی بندہ اس مقام تک پہنچ جائے تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اُس نے خدا کو پا لیا‘‘۔

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ تفسیر سورۃ البقرہ زیر آیت 187)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’ایک حدیث مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 75 مطبوعہ بیروت سے لی گئی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عمل کے لحاظ سے ان دس دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب اور کوئی دن نہیں ہیں۔ عمل کے لحاظ سے جو ان دنوں میں برکت ہے ایسے اور کسی عشرے اور کسی اور دن میں برکت نہیں ہے۔ پس مبارک ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہیں اور یہ برکتیں کلیۃً ہمیں وداع کہہ کر چلی نہیں گئیں۔ آپ ان کا استقبال کریں تو آپ کے گھر اتر کر ٹھہر بھی سکتی ہیں اور یہی حقیقی نیکی کا مفہوم ہے۔ نیکی وہ جو آ کر ٹھہر جائے اور پھر رخصت نہ ہو۔

ان ایام میں خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ نے جس ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے وہ ایک ہے تہلیل۔ تہلیل سے مراد ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، دوسرے تکبیر اَللّٰہُ اَکۡبَرُ، اَللّٰہُ اَکۡبَرُ، تیسرے تحمید، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔ تو یہ تین سادہ سے ذکر ہیں جو بآسانی ہر شخص کو توفیق ہے کہ ان پر زور ڈالے‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23؍جنوری 1998ء)

پس رمضان کے مقدس اور بابرکت مہینہ کی بہت حفاظت اور اہتمام کرنا چاہئے تا کہ جسمانی، روحانی اور اخلاقی ہر لحاظ سے سارا سال رمضان ہمارے لئے امن و سلامتی کا ذریعہ بنا رہے اور یہ ایک بابرکت مہینہ سارے سال کے شرور و معاصی کے ازالہ اور کفارہ کا موجب بن جائے۔ اللہ کرے کہ ہم ان نصائح کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے والے ہوں اور نہ صرف رمضان میں بلکہ سارا سال ہماری زبانیں ذکر الٰہی سے تر رہیں اور تلاوت قرآن کی عادت ہم میں ایسی پختہ ہو جائے کہ پھر اس میں کبھی کمی نہ آئے۔ آمین

بقیہ: رمضان اور نماز تہجد...... از صفحہ 8

بقیہ: رمضان اور نماز تہجد...... از صفحہ 8

کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

(بخاری:1130)

آپ ﷺ سجدے بھی بہت طویل فرماتے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ اتنا لمبا سجدہ فرماتے کہ تم میں سے کوئی شخص اس دوران پچاس آیات تلاوت کر سکتا ہے۔

(بخاری کتاب التہجد)

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد کیسے ہوتی تھی؟ آپ نے فرمایا:

رسول اللہ ﷺ رمضان میں بھی اور رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپ چار رکعت پڑھتے یہ نہ پوچھو کہ وہ کیسی عمدہ اور کس قدر لمبی ہوتی تھیں۔ پھر چار رکعت اور پڑھتے نہ پوچھو کہ وہ کس قدر عمدہ اور کس قدر لمبی ہوتی تھیں پھر تین رکعت وتر ادا فرماتے۔

(بخاری کتاب التہجد باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ 1147)

اندھیری راتوں کی دعاؤں سے پیدا ہونے والا انقلاب

رسول اللہ ﷺ کی ان اندھیری راتوں کی دعاؤں نے جو انقلاب پیدا کیا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزۡنِہٖ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ وَاَنۡزِلۡ عَلَیۡہِ اَنۡوَارَ رَحۡمَتِکَ اِلَی الۡاَبَدِ۔

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 4)

رحمت اللہ بندیشہ۔ استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

ماہ رمضان - ایک تربیتی ریفریشر کورس

برصغیر پاک وہند میں چند سال پہلے تک گھروں میں دھات کے برتنوں کا استعمال عام تھا اور ایک خاص موسم میں قلعی کرنے والے محلوں کی گلیوں میں پھیل جاتے تھے اور گلیوں میں یہ منادی کرتے تھے کہ اپنے اپنے برتنوں کو قلعی کرا لو۔ ان کی یہ آواز سن کر گھر والے اپنے گھر کے برتنوں کو جمع کرتے انکے پاس لے جاتے اور ان سے قلعی کرواتے تھے جس کے نتیجے میں ان دھات کے برتنوں کی اندرونی طور پر خوب اچھی طرح صفائی ہو جاتی اور آئندہ ایک سال کے لیے اچھی طرح استعمال کے قابل ہوتے ہیں۔

بالکل ایسی ہی کیفیت ماہ رمضان کی ہے مومنین کی روحوں کو صاف کرنے انہیں دھونے اور پاک بنانے اور انھیں چمکانے کی خاطر ان کی اخلاقی اور روحانی امراض کو دور کرنے کی خاطر انہیں روحانی شفا اور تندرستی عطا کرنے کی خاطر ماہ رمضان اللہ تعالیٰ نے ہر سال نازل فرمایا ہے اور پھر اس کی بڑی برکات بیان فرمائی گئیں کہ جس کی انتہاء حصول تقویٰ ہے۔ (البقرہ:184)

جس طرح عام دنیوی اداروں میں یہ دستور ہے کہ وہ سال میں چند دن کے لئے اپنے کارکنان کا ریفریشر کورس کرواتے ہیں بالکل اسی طرح رمضان کی حیثیت ریفریشر کورس کی سی ہے۔ اس مہینے میں اسلامی معاشرے میں ہر طرف نیکیوں کا رجحان جنم لیتا ہے وہ لوگ جو بالعموم نمازوں میں سست ہوتے ہیں وہ بھی نمازوں کے جانب متوجہ ہو جاتے ہیں، جو پہلے نماز ادا کر رہے ہوتے ہیں لیکن باجماعت کی طرف توجہ نہیں ہوتی وہ نماز باجماعت کی جانب متوجہ ہو جاتے ہیں، جو تلاوت قرآن پاک میں باقاعدہ نہیں ہوتے ہیں وہ تلاوت قرآن پاک کی جانب مشغول ہوتے ہیں، جن کے نوافل میں سستی ہوتی ہے وہ نوافل اور تہجد کی ادائیگی میں مشغول ہو جاتے ہیں، صدقہ وخیرات کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک دوسرے کو دیکھ کر اسلامی معاشرے میں ہر جانب ہر گھرانے میں نیکی پروان چڑھ رہی ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے میرے صحابہ تمہارے پاس رمضان آیا ہے یہ برکت والا مہینہ ہے اس کو تم پر فرض کیا ہے اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام، بَابُ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ)

یعنی جو شخص ماہ رمضان کی نیکیوں کی جانب توجہ کرے گا اس شخص کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اس کے لیے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اس کے لئے سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے کیونکہ جب وہ ہر وقت نیکوں کی صحبت میں بیٹھے گا، نمازیں پڑھے گا دعائیں کرے گا نوافل پڑھے گا تہجد پڑھے گا تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہو گا صدقہ وخیرات کرے گا تو اس کی بدیاں لمحہ بہ لمحہ جھڑتی چلے جائیں گی اور اس کی نیکیوں کا گراف لمحہ بر لمحہ بڑھتا چلا جائے گا۔ فرمایا

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ (القدر:4)

اس ماہ مبارک میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو کوئی اس رات کی برکت سے محروم کر دیا گیا وہ بڑا ہی بدنصیب ہے وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا۔

احادیث کی مشہور کتاب صحیح ابن خُزَيمة۔ کتاب الصوم، بَابُ فَضَائِلِ شَهْرِ رَمَضَانَ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت بیان ہوئی ہے جس میں آپؓ بیان کرتے ہیں کہ شعبان کے آخری روز چونکہ اس شعبان کے بعد ماہ رمضان کا آغاز ہوتا ہے۔ ”خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ، شعبان کے آخری روز آنحضرت ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا

فَقَالَ: ”أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ أَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيمٌ، شَهْرٌ مُبَارَكٌ“ فرمایا اے لوگو! ایک عظیم مہینہ آ گیا ہے ایک ایسا مہینہ جو بہت مبارک ہے۔ ”شَهْرٌ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ“ اس مہینے میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ”جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيضَةً، وَقِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعًا“ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے دنوں میں روزے کو فرض اور اس کی راتوں کے قیام کو یعنی نوافل اور تہجد کی ادائیگی کو طوعی نیکی قرار دیا۔

نیز فرمایا ”مَنْ تَقَرَّبَ فِيهِ بِخَصْلَةٍ مِنَ الْخَيْرِ، كَانَ كَمَنْ أَدَّى فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ“ کہ اس مہینے میں کس نے عملی کے ذریعے قرب پانے کی کوشش کی اس کی مثال اس شخص کی مانند ہو گی جو دوسرے مہینوں میں کوئی فرض ادا کرتا ہے۔

نیز فرمایا کہ ”وَمَنْ أَدَّى فِيهِ فَرِيضَةً، كَانَ كَمَنْ أَدَّى سَبْعِينَ فَرِيضَةً فِيمَا سِوَاهُ“ اور جو کوئی اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے گا تو اس کا ثواب عام دنوں کے ستر نیکیوں کے برابر ہو گا۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا ”وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ، وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ“ فرمایا یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ”وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ، وَشَهْرٌ يَزْدَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ“ یہ باہمی ہمدردی اور دلداری کا مہینہ ہے یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے یعنی جب بظاہر اس سے مادی رزق میں موجود خوراک سے پرہیز کرنے کا حکم ملتا ہے تو اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ اسے روحانی وجسمانی ہر طور سے رزق کھلاتا چلا جاتا ہے۔

اسی روایت میں مزید یہ بھی لکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا ”وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ، وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ، وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ“ یعنی یہ ایسا مہینہ ہے جس کا اول حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ جہنم سے خلاصی کا موجب ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے مثلاً ”ترمذی أبواب الصوم بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ“ میں درج روایت میں لکھا ہے کہ فرمایا ”إِذَا كَانَ أَوَّلُ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ، وَمَرَدَةُ الجِنِّ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، فَلَمْ يُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ“ جس وقت ماہ رمضان کی پہلی رات شروع ہوتی ہے شیطان اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا۔

نیز فرمایا کہ ”وَفُتِّحَتْ أَبْوَابُ الجَنَّةِ، فَلَمْ يُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ“ اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اس کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔

درحقیقت یہ دروازوں سے مراد ہے ایسی بدیاں ان کی تعداد بلا انتہا ہے جو انسان کو جہنم میں داخل کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں تو فرمایا ماہ رمضان میں نیکیوں کے ماحول میں ایک مسلمان کی زندگی بسر کرنے کے نتیجے میں اور نیکیوں میں پروان چڑھنے کے نتیجے میں جب اس کی بدیاں گھٹتی جائیں گی تو دوزخ کے دروازے بند ہوتے جائیں گے جب اس کی نیکیاں بڑھتی چلے جائیں گی تو وہی نیکیاں جو جنت میں داخل کرنے کا ذریعہ ہیں اس کے لئے وہ دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔

اسی طرح فرمایا کہ ”وَيُنَادِي مُنَادٍ: يَا بَاغِيَ الخَيْرِ أَقْبِلْ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ أَقْصِرْ، وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ، وَذَلكَ كُلُّ لَيْلَةٍ“ ماہ رمضان میں منادی کرنے والا فرشتہ اعلان کرتا ہے اے خیر کے طلبگار نیکی کی طرف متوجہ ہو اور بدی کا ارادہ کرنے والے تو فوری طور پر بدی سے رک جا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس ماہ رمضان میں کئی لوگوں کو آگ کے عذاب سے آزاد فرماتا ہے اور ایسا ماہ رمضان کی ہر رات میں ہوتا ہے۔

بلکہ ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ“

(ترمذی، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ حدیث نمبر: 3545)

وہ انسان بڑا ہی بدقسمت ہے جس کی زندگی میں ماہ رمضان آیا مگر وہ رمضان گزر جانے کے باوجود استغفار کر کے توبہ کر کے نیکیاں انجام دے کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش نہ کروا سکا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”رمضان کا مہینہ پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے تو روزہ ہے دوسرے نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر قیام اللیل یعنی رات کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تیسرے قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے چوتھے سخاوت اور پانچویں آفات نفس سے بچنا ہے ان پانچ بنیادی عبادات کا مجموعہ عبادات ماہ رمضان کہلاتی ہیں۔

جہاں تک روزہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم ﷺ کے ذریعہ حکم دیا اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ

(بخاری کتاب الصوم باب هل يقول إنّي صائم اذا شتم)

یعنی روزہ گناہوں سے بچاتا اور عذاب الٰہی سے محفوظ رکھتا ہے۔ انسان کی روحانی سیر کی ابتدا گناہوں سے بچنے سے شروع ہوتی ہے اور اس سیر روحانی کی انتہا اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچتے ہوئے اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہونے پر ختم ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چونکہ روزہ کا اور رمضان کے مہینے کی عبادتوں کا قیام اس غرض سے ہے کہ انسان ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے جس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بھی محفوظ رہے اور اس کی رضا کی جنتوں میں بھی داخل ہو جائے اس لئے ہم تمہیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 7 نومبر 1969ء خطبات ناصر جلد دوئم صفحہ 954)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں رکھے اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ تو یہاں دو شرطیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ ایمان کی حالت اور دوسری ہے محاسبہ نفس۔ اب روزوں میں ہر شخص کو اپنے نفس کا بھی محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔ دیکھتے رہنا چاہئے کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اس میں میں جائزہ لوں کہ میرے میں کیا کیا برائیاں ہیں، ان کا جائزہ لوں۔ ان میں سے کون کون سی برائیاں ہیں جو میں آسانی سے چھوڑ سکتا ہوں ان کو چھوڑوں۔ کون کون سی نیکیاں ہیں جو میں نہیں کر سکتا یا میں نہیں کر رہا۔ اور کون کون سی نیکیاں ہیں جو میں اختیار کرنے کی کوشش کروں۔ تو اگر ہر شخص ایک دو نیکیاں اختیار کرنے کی کوشش کرے اور ایک دو برائیاں چھوڑنے کی کوشش کرے اور اس پر پھر قائم رہے تو سمجھیں کہ آپ نے رمضان کی برکات سے ایک بہت بڑی برکت سے فائدہ اٹھا لیا۔“

(خطبہ جمعہ 24 اکتوبر 2003ء خطبات مسرور جلد اول صفحہ 418)

ذیشان محمود۔ مربی سلسلہ سیرالیون

حضرت بلالؓ کا رمضان المبارک سے ایک لطیف رشتہ

مکرم ایڈیٹر صاحب نے رمضان اور افریقہ کے صحابی حضرت بلالؓ پر مضمون لکھنے کا کہا۔ پہلا خیال ذہن میں یہ آیا کہ اس موضوع پر شاید ایک مختصر مضمون ہی تیار ہو سکے گا۔ جس میں شاید آپ کے سحر و افطار کا ذکر کرنا ہو۔ لیکن جب اس موضوع کے حوالہ سے مواد تلاش کیا لیکن آپؓ کی عبادات سے متعلق ایسا تو کوئی مواد نہ ملا لیکن یہ معلوم پڑا کہ رمضان اور حضرت بلالؓ کا تو نہایت گہرا تعلق ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم ہو چکا ہے۔ اور اس کی بناء وہی خاصۃ ہے جو خدا تعالیٰ کی جانب سے آپ کو ودیعت کیا گیا تھا یعنی آذان کا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بدری صحابہ کے ذکر میں حضرت بلالؓ کا بھی ذکر فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ

’’حضرت بلالؓ کے والد کا نام رباح تھا اور والدہ کا نام حمامہ۔ حضرت بلالؓ اُمَیَّہ بن خَلَفْ کے غلام تھے۔ حضرت بلالؓ کی کنیت ابوعبداللہ تھی جبکہ بعض روایات میں ابوعبدالرحمٰن اور ابوعبدالکریم اور ابوعمرو بھی مذکور ہے۔ حضرت بلالؓ کی والدہ حبشہ کی رہنے والی تھیں لیکن والد سرزمینِ عرب سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ محققین نے لکھا ہے کہ وہ حبشی سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے یعنی قدیم زمانے میں سامی یا بعض عربی قبیلے افریقہ میں جا کر آباد ہو گئے تھے جس کے باعث ان کی نسلوں کے رنگ تو افریقہ کی دوسری اقوام کی طرح ہو گئے لیکن وہاں کی خاص علامات اور عادات ان میں ظاہر نہ ہوئیں۔ بعد میں ان میں سے بعض لوگ غلام بن کر عرب واپس لَوٹ گئے۔ چونکہ ان کا رنگ سیاہ تھا اس لیے عرب انہیں حبشی یعنی حبشہ کے رہنے والے ہی سمجھتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت بلالؓ مکہ میں پیدا ہوئے اور مُوَلَّدِیْن میں سے تھے۔ مُوَلَّدِیْن ان لوگوں کو کہتے تھے جو خالص عرب نہ ہوں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ سُرَاۃ میں پیدا ہوئے اور سُرَاۃ یمن اور حبشہ کے قریب ہے جہاں مخلوط نسل کثرت سے پائی جاتی ہے۔۔۔۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام لانے میں سبقت لے جانے والے اشخاص چار ہیں۔ أَنَا سَابِقُ الْعَرَبِ۔ یعنی مَیں عربوں میں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔ سَلْمَانُ سَابِقُ الْفُرْسِ۔ سلمان اہلِ فارس میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور بِلَالٌ سَابِقُ الْحَبَشَۃِ۔ بلال اہلِ حبشہ میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور صُهَيْبٌ سَابِقُ الرُّوْمِ اور صہیب رومیوں میں سے سبقت لے جانے والے ہیں۔

۔۔۔حضرت بلالؓ کا شمار اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں ہوتا ہے۔ آپؓ نے اس وقت اسلام کا اعلان کیا جب صرف سات آدمیوں کو اس کے اعلان کی توفیق ہوئی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ 176 ’’بلال بن رباح‘‘، دار الکتب العلمیۃ بیروت 2017ء)۔‘‘

(خطبہ جمعہ 11/ ستمبر 2020ء)

حضرت بلال کی اذان اور روزے کا تعلق

حضرت بلال کے روزے رکھنے کا ذکر تو نہیں مل سکا۔ لیکن آپ کے بروقت اذان دینے اور سحری کے اختتام کا فقہی مسئلہ بھی یہاں حل ہوتا ہے کہ روزے کا اذان سے نہیں بلکہ قرآن کریم کے مطابق صبح صادق کے تبین سے ہے۔

آنحضرت ﷺ نے رمضان میں مسلمانوں کی سہولت کے لئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ صبح کی دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان حضرت بلالؓ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے دیتے تھے جس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اب سحری کا آخری وقت ہے جو شخص نماز تہجد ادا کر رہا ہے یا جو سویا ہوا ہے وہ بھی اٹھ کر سحری کھا لے اور دوسری اذان حضرت ابن ام مکتومؓ اس وقت دیا کرتے تھے جب فجر طلوع ہو جاتی تھی اور اس کا مقصد سحری کے وقت کے ختم ہو جانے کا اعلان ہوتا تھا۔ اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ جب بلال اذان دے تو کھاتے رہا کرو اور جب ابن ام مکتوم اذان دے تو سحری ختم کر لیا کرو۔

(بخاری کتاب الصوم باب قول النبی لا یمنعکم من سحورکم اذان بلال)

لیکن اس میں گنجائش بھی رکھ دی کہ جب تک پوری طرح فجر نہ ہو جائے تو کھا پی سکتے ہیں خواہ اذان ہو رہی ہو۔

(سنن نسائی کتاب الصیام باب کیف الفجر)

رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سحری کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’اے انس! میں نے روزہ رکھنا ہے مجھے کھانے کی کوئی چیز لا دو‘‘۔ حضرت انس کہتے ہیں میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی لے آیا۔ اور اس وقت حضرت بلالؓ کی پہلی اذان ہو چکی تھی۔ حضور نے فرمایا ’’انس! دیکھو (مسجد میں) کوئی اور آدمی ہے جو میرے ساتھ سحری میں شامل ہو‘‘۔ حضرت انسؓ نے زیدؓ بن ثابت کو بلایا تو انہوں نے کہا ’’میں تو ستّو پی کر روزہ رکھ چکا ہوں‘‘۔ حضور نے فرمایا ’’ہم نے بھی روزہ ہی رکھنا ہے‘‘۔ چنانچہ زیدؓ بن ثابت نے حضورؐ کے ساتھ سحری کھائی۔ (سنن نسائی کتاب الصیام)

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 8/ نومبر، 15/ نومبر 2002ء)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلال کی اذان کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ نے خود بھی کچھ کھایا ہے۔ حضرت بلالؓ کی اذان کا مقصد یہی تھا کہ اب سحری کا آخری وقت ہے جو شخص نماز تہجد ادا کر رہا ہے یا جو سویا ہوا ہے وہ بھی اٹھ کر سحری کھا لے۔

اس مسئلہ پر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سحری کا تعلق اذان سے ہرگز نہیں بلکہ صبح صادق سے ہے۔ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ

’’دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہو جائے سحری کھانا جائز ہے۔ اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لئے لوگ عموماً بعض جگہوں پہ سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبح صادق کے پھوٹتے ہی ہو جاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو۔ اس لئے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملے میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہو جائے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی۔ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔‘‘

(سیرۃ المہدی جلد اول حصہ دوم روایت نمبر 320 صفحہ 295-296)

حضرت بلال بطور مؤذن

حضرت بلالؓ کا تعلق افریقہ سے تھا۔ افریقی لوگوں کا ایک خاصہ آواز کا بلند ہونا بھی ہے۔ یہاں کے مقامی لوگ روزمرہ کی بول چال میں بھی نہایت تیز آواز کا استعمال کرتے ہیں۔ دوسری بات اسی ضمن میں یہاں مقامی سطح پر ان کی تہذیب و تمدن کا حصہ بن چکی ہے وہ مختلف قبائلی گیت ہیں۔ جو تمام لوگ مل کر اور ہم آواز ہو کر ایک خاص ردھم میں پڑھتے ہیں۔ یہ نسلاً بعد نسلٍ ان کی ثقافت کا حصہ بن چکا ہے۔

یہی خاصہ حضرت بلالؓ کی آواز کا حصہ تھا۔ بلند بارعب اور اسلام کے نور سے منور ہو کر ایک خاص تاثیر لئے تھی۔ صحابہ حضرت بلالؓ کا یہ خاص رتبہ تسلیم کرتے تھے۔ آپؓ رسول اللہ ﷺ کے خاص مشیر، قابلِ اعتماد اور وفادار صحابہ میں سے تھے۔

آپ اسلام کے پہلے مؤذن تھے۔ پہلے آپ الصلاۃ جامعۃ کہہ کر لوگوں کو نماز کی اطلاع دیا کرتے تھے تاوقتیکہ اذان کے مروجہ الفاظ رائج ہو گئے۔ آپؓ نے فتح مکہ کے موقع پر کعبہ کے چھت پر کھڑے ہو کر اذان دیکر خانۂ خدا کا بطور صنم کدہ خاتمہ کا اعلان کیا۔ لیکن عاشق رسول ﷺ حضرت بلالؓ نے آپؐ کی وفاۃ کے بعد اذان دینا چھوڑ دیا۔ گویا اس بات کا برملا اظہار کیا کہ یہ اذان کا ذمہ داری کا بار رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اٹھایا ہوا تھا۔ اور یہ زبان صرف عشق رسول ﷺ میں توحید کے ترانے گاتی تھی۔ اور یہ آواز صرف محبت رسول اللہ ﷺ میں فرزندانِ توحید کو عبادت کی خاطر جمع کرتی تھی۔

ایک بار دمشق میں حضرت عمرؓ کی موجودگی میں آپؓ نے باصرار اذان دی۔ حضرت بلالؓ جب اذان ختم کرتے ہیں تو بیہوش ہو جاتے ہیں۔ یہ اثر ہوتا ہے اور چند منٹ بعد فوت ہو جاتے ہیں۔ یہ گواہی تھی غیر قوموں کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دعویٰ پر کہ میرے نزدیک عرب اور غیر عرب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ محبت اور یہ عشق

بقیہ صفحہ 4 پر

طارق محمود ناصر۔ واشنگٹن ڈی سی، امریکہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ حسین یادیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب سپین کے کامیاب دورے سے واپس تشریف لائے تو حضور نے فرمایا کہ آج شکرانے کے طور پر جماعت کے لوگ ایک اچھا کام کرنا شروع کریں۔ اس وقت ہمارے صدر محلہ مکرم قاضی عبدالسلام بھٹی تھے۔ جب انہوں نے مسجد میں اعلان کیا تو ہم نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ ہم اپنی ساری زندگی میں پانچ وقت نماز ادا کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس پر حضور نے ازراہ شفقت ہمیں بلالیا۔ ہم چار پانچ بچے تھے جو صدر صاحب محلہ کے ساتھ قصر خلافت میں حضور سے ملاقات کے لیے گئے۔حضور کے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد یہ ہماری پہلی ملاقات تھی۔حضور کا نورانی چہرہ مجھے آج بھی یاد ہے۔حضور باری باری ہم سب بچوں کو اپنے پاس بلاکر پیار کرتے رہے اور دعائیں دیتے رہے۔

1984ء میں ضیاء دور میں خلیفہ وقت کے پاس ڈیوٹی کے لیے ربوہ سے جن خدام کو منتخب کیا گیا خوش قسمتی سے خاکسار بھی ان میں شامل تھا۔ ہم چوبیس گھنٹے قصر خلافت میں رہتے اور ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ حضور کی زیارت کا شرف حاصل کرتے تھے۔ جس دن حضور ہجرت کر کے لندن تشریف لے جارہے تھے۔ اس دن میری ڈیوٹی قصر خلافت کے گیٹ پر تھی۔ نماز مغرب کے بعد ڈیوٹی شروع ہوئی۔ اس وقت جو افسر حفاظت تھے ان کے ساتھ دائیں طرف کے محراب کے بالکل سامنے خاکسار ڈیوٹی پر کھڑا تھا۔حضور نے جو آخری خطاب فرمایا وہ خاکسار نے سُنا پھر حضور ہجرت کے لیے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد جماعت کا جو حال تھا وہ سب کو پتہ ہے۔ خلیفہ وقت کی جدائی برداشت سے باہر تھی۔ اس کے بعد میں نے بہت دعائیں کیں کہ اے اللہ! تو ہمیں خلیفہ وقت کے ساتھ ڈیوٹی دینے کا موقع عطا فرمادے۔ مجھے شروع ہی سے بہت شوق تھا کہ یہ کام ہو۔ لیکن جب حضور لندن تشریف لے گئے تو اس سلسلے میں میرے جذبات بڑھتے چلے گئے اور اللہ سے بار بار دعا کی کہ اللہ میاں! تو ہی کوئی سبب بنادے۔ بہرحال جب حضور قادیان کے دورے پر تشریف لائے تو خوش قسمتی سے مجھے بھی قادیان جانے کا موقع ملا۔ پہلے دن نماز فجر پر حضور تشریف لائے۔ اتنے طویل عرصے بعد ہمیں خلیفہ وقت کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرنے کی توفیق ملی تو اس نماز کا بہت ہی مزا آیا۔ میں نے اس رات بیت الدعا میں بہت دعا کی کہ اللہ میاں! میری دو ہی خواہشات تھیں۔ ایک تو یہ کہ خلیفہ وقت کے ساتھ ڈیوٹی دوں۔ اور حضور جیسے مقدس وجود کو قریب سے دیکھ لوں۔ شام کو جب حضور کے ساتھ مجلس سوال وجواب ہورہی تھی تو خاکسار کو حضور کے ساتھ ڈیوٹی دینے اور حضور کو قریب سے دیکھنے کا موقع مل گیا۔ الحمدللہ۔ نیز اللہ تعالیٰ نے بیت الدعا میں کی گئی دعاؤں کے حوالے سے اتنا فضل کیا کہ پاکستان سے جن لوگوں کو لندن ڈیوٹی کے لیے بھجوانا مقصود تھا خاکسار کو بھی ان خوش نصیبوں میں شامل کر دیا اور خاکسار ڈیوٹی کے لیے لندن چلا گیا۔

لندن پہنچنے پر حضور نے مجھے فرمایا کہ ماحول سے واقفیت حاصل کریں پھر بعد میں ہفتہ وار ڈیوٹی پر آجائیں۔ میں اپنی ڈیوٹی کے لیے بہت پرجوش تھا مجھے نیند بھی نہیں آرہی تھی۔ رات کو میں پہرے داروں کے ساتھ ہی بیٹھا رہا جو رات کی ڈیوٹی پر تھے ان کے ساتھ وقت گزارا۔ نماز فجر کے وقت میں بھی ٹرینگ کی خاطر حضور کو لینے چلا گیا مجھے دیکھ کر حضور بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ سوئے نہیں میں نے عرض کی حضور نیند ہی نہیں آئی۔ حضور نے مجھے اور میرے ساتھ جو پہریدار تھے دونوں کو اکٹھا کھڑا کیا کہ دیکھتے ہیں کہ تم دونوں میں لمبا کون ہے۔ ہم دونوں (تقی اور میں) ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔حضور نے فرمایا کہ ایک جیسے ہی ہو۔ قد بھی برابر ہے۔ حضور کو تیلے اور کمزور آدمی کی بجائے صحت مند بندے پسند تھے۔ فجر کی نماز پر بات چیت ہوئی تو مجھے اندازہ ہی نہیں تھا کہ حضور کے ساتھ اس طرح بات چیت ہوتی ہے اور ہم حضور کو اتنا قریب سے دیکھیں گے تو وہ جو میری بچپن سے خواہش تھی وہ پوری ہوتی چلی گئی اور میری نائٹ ڈیوٹی ہی لگتی رہی۔

ڈیوٹی کے دوران صبح سیر پر جاتے ہوئے بھی بعض دلچسپ واقعات پیش آتے رہے۔ خاکسار صبح کی نماز کے بعد اکثر حضور کے ساتھ ڈیوٹی پر جاتا تھا۔ اس وقت میں حضور کے آگے آگے بھاگتا تھا اور ایکسرسائز کرتا تھا۔ ایک دن میں نے ایکسرسائز نہ کی کیونکہ مجھے ہدایت ملی تھی کہ آپ جب ڈیوٹی پر جاتے ہیں تو ایکسرسائز بالکل نہیں کرنی۔

جب حضور واپس گاڑی میں بیٹھنے لگے تو حضور نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک ہے۔ آج آپ نے ایکسرسائز نہیں کی۔

پہلے تو میں تھوڑی دیر خاموش رہا اور حضور میری طرف دیکھتے رہے کہ میں نے جواب نہیں دیا تو پھر مجھے بتانا پڑا کہ حضور مجھے ہدایت ملی ہے کہ آپ ایکسرسائز نہیں کرسکتے۔ اس پر حضور نے ناراضگی کا اظہار فرمایا کہ کیوں ایکسرسائز کرنے میں کیا حرج ہے؟۔ آپ کو ایکسرسائز کرنی چاہیے۔ ایکسرسائز کرنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ سردی بڑی ہوتی تھی تو اس سے جسم گرم ہوجاتا تھا اور سردی کی شدت میں کمی آجاتی تھی۔ ہم تو پاکستان سے گئے تھے اور لندن کی آب وہوا میں صبح بہت ٹھنڈ ہوتی تھی تو اس وجہ سے بھی ایکسرسائز کیا کرتے تھے اور فٹ رہتے تھے۔ حضور نے دوسروں کو بھی ایکسرسائز کی ہدایت فرمادی۔ یہ میرے لیے بڑا سرپرائز تھا۔ اس کے بعد میں نے باقاعدہ ایکسرسائز شروع کردی۔ ہم حضور کے آگے آگے بھاگتے تھے۔ اگر میری ڈیوٹی پیچھے لگتی تو میں پیچھے ایکسرسائز کرتا تھا۔ ایکسرسائز کے دوران اکثر ایسا ہوجاتا کہ جنگل جس میں بے شمار درخت تھے۔ جنگل تو نہیں کہنا چاہئے بلکہ وہ ایک باغ تھا، ایک پارک تھا جس کے اندر سے ہم گزرتے تھے وہاں درخت بہت زیادہ تھے لیکن اچانک کہیں سے کوئی نہ کوئی بندہ نکل آتا تھا۔ ہم آگے جاتے ہوئے سائیڈز پر دیکھ رہے ہوتے تھے تو جہاں کوئی بندہ نکلتا تھا، میں وہیں کھڑا ہوجاتا تھا اور وہاں کھڑے ہوکر جمپنگ شروع کردیتا تھا۔ جب حضور بالکل قریب آکر گزرجاتے تو پھر اس ٹریک کو چھوڑ کر بھاگ کر آگے گزرجاتے اس لیے کہ اگر وہ بندہ کھڑا رہے اور خدانخواستہ کوئی شرپسندی کا واقعہ ہو جائے۔

حضور کی طرف سے آدھا لٹر دودھ ہر سیکیورٹی گارڈ کو ملتا تھا۔ حضور کی طرف سے اس بابرکت تحفہ پر ہم خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے کہ یہ حضور کی طرف سے تبرک ہے اور کبھی کبھی حضور کی طرف سے بعض اشیاء بھی تبرک کے طور پر آجاتی تھیں۔ حضور چاکلیٹ بھی دیا کرتے تھے۔

حضور جب سیر کے لیے تشریف لے جاتے تو ہم روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیا کرتے تھے۔ جو کہ حضور وہاں پرندوں کو ڈالا کرتے تھے اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ پرندے بھی حضور کی آمد کے لیے بے چین ہوا کرتے تھے کہ جیسے ہی حضور وہاں پہنچتے تو وہ پرندے بھی حضور کے اردگرد جمع ہوجاتے اور حضور انہیں روٹی کے ٹکڑے ڈال دیتے تھے۔

ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ میں لندن میں بیٹھا ہوں تو دو بندے آتے ہیں جو دیوار کے اندر سے گزرجاتے ہیں۔ میں اندر بھاگتا ہوں کہ یہ اندر کیسے چلے گئے۔ دروازہ کھولتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ حضور اتنی دیر میں ان کے ساتھ نیچے اُترتے ہوئے آرہے ہیں اور ایک بندہ اُوپر سیڑھیوں پر کھڑا ہے جس کی طرف میں نے توجہ نہیں کی۔ میں حضور کی طرف متوجہ تھا۔ حضور نکلتے ہی مسجد فضل سے دائیں جانب ہوگئے اور حضور اُن سے باتیں کررہے ہیں۔ میں خواب میں بہت پریشان تھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ بہرحال میں چپ چاپ نیچے چلتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد نقشہ بدلتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ایک تخت کے اوپر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں تو وہ دوسرے صاحب جو حضور حضور کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ لو اپنے پوتے سے ملو۔ جو کام اسکے سپرد تھا وہ اس نے کامیابی سے مکمل کردیا ہے۔ اس پر گھبرا کر میری آنکھ کھل گئی اور پھر مجھے احساس ہوا کہ یہ خواب تو حضور کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ تو بہرحال میں نے صدقہ دیا۔ بہت پریشان ہوا۔ میں نے سید صہیب احمد صاحب کو اس خواب کا گواہ بنایا اور ان کو پاکستان میں فون کرکے بتایا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ حضور کو لکھو، میں نے کہا کہ میں نہیں لکھوں گا۔ بہرحال میں نے اپنی خواب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھ دی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی بے شمار یادیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضور کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہمیں آپ کی تمام نیک یادوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ضیاء الرحمٰن طیب۔ مبلغ سلسلہ کیمرون

جلسہ یومِ مسیح موعودؑ

جماعت احمدیہ کی تاریخ و تاسیس کو یاد رکھنے، احباب جماعت اور غیر از جماعت احباب کو جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض سے آگاہ کرنے کے لیئے 20 مارچ 2022ء کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز دن 11 بجے ہوا۔ مکرم دیندانے عیسٰی نے سورہ جمعہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی۔ اس کے بعد پہلی تقریر شادو ابراہیم صاحب نے کی، اس تقریر میں موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کے ماموریت کے پہلے الہام سے لے کر پہلی بیعت تک کا احوال بیان کیا اور شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں۔

دوسری تقریر خاکسار (مبلغ سلسلہ) نے کی جس میں امام مہدی ومسیح موعودؑ کی آمد کے متعلق قرآنی آیات واحادیث کی کسی قدر وضاحت کی اور پھر پیشگوئیوں، الہامات اور نشانات کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت بیان کی۔ علاوہ ازیں غیر از جماعت مہمانوں کو مسیح موعودؑ کو قبول کرنے کی دعوت دی نیز احباب جماعت کو خلیفۂ وقت کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنے کے لئے آپ کی اطاعت کرتے ہوئے نظام جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد مختصر مجلس سوال و جواب ہوئی اور دعا کی گئی۔

1:30 بجے نماز ظہر وعصر ادا کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے بعد تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

گھروں کو روانگی سے قبل مستحقین میں ہیومنیٹی فرسٹ کینیڈا کی طرف سے ذبح کیے گئے صدقہ کے دو بکروں کا گوشت بھی تقسیم کیا گیا اور ضرورتمندوں کی ہومیو پیتھک ادویات سے بھی مدد کی گئی۔ اس جلسہ میں شاملین کی کل تعداد 50 تھی، جس میں غیر از جماعت شاملین کی تعداد زیادہ تھی۔

اعلان نکاح

• مکرمہ مغفورہ ناصر درانی۔ جرمنی سے یہ اعلان بھجواتی ہیں:

- خاکسار کے بیٹے عزیزم تحسین احمد درانی آف جرمنی ابن مکرم ناصر احمد درانی (مرحوم) کا نکاح اللہ تعالیٰ کے فضل سے عزیزہ سُمیہ مبارکہ بنت محمد یوسف شاہد صاحب مربی سلسلہ سے مبلغ دس ہزار یوروحق مہر پر 15 جنوری 2022ء کو پڑھا گیا۔ الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ۔
- اسی طرح دوسرے بیٹے عزیزم توقیر احمد درانی آف جرمنی ابن مکرم ناصر احمد درانی (مرحوم) کا نکاح عزیزہ حافظہ ثانیہ خالد بنت خالد محمود صاحب سے دس ہزار یوروحق مہر پر 15 جنوری 2022ء کو پڑھا گیا۔ الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ۔

قارئین الفضل سے دعا کی درخواست ہے کہ یہ دونوں نکاح اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے طرفین کے لیے نسل در نسل بابرکت فرمائے، آمین۔ اور دونوں بچیوں کے جرمنی آنے کے لیے تمام کام اپنے فضل سے آسان سے آسان فرمائے، آمین۔

ادارہ کی جانب سے طرفین کو مبارکباد ہو

آج کی دعا

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعۡفُ عَنَّا ۗ وَاغۡفِرۡ لَنَا ۗ وَارۡحَمۡنَا ۗ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۸۷﴾ (البقرہ:287)

ترجمہ: اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس کے لئے ہے جو اس نے کمایا اور اس کا وبال بھی اسی پر ہے جو اس نے (بدی کا) اکتساب کیا۔ اے ہمارے ربّ! ہمارا مؤاخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے کوئی خطا ہو جائے۔ اور اے ہمارے ربّ! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر (ان کے گناہوں کے نتیجہ میں) تُو نے ڈالا۔ اور اے ہمارے ربّ! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو۔ اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ تُو ہی ہمارا والی ہے۔ پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

یہ قرآن مجید میں مذکور بہت پیاری وجامع دعائے رحمت ومغفرت ہے۔

احادیث سے وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے پہلے دس دن جنہیں عربی زبان میں عشرہ کہتے ہیں اس کا نام رحمت، دوسرے عشرہ کا مغفرت اور تیسرے عشرہ کا نام آگ سے آزادی ہے۔

پہلے عشرہ رحمت کے لحاظ سے یہ اہم دعا ہے۔

سید ومولیٰ، خیر البشر، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ یعنی جس نے رات کے وقت سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات پڑھیں تو وہ دونوں آیات اس کے لئے کافی ہوگئیں۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن باب فضل سورۃ البقرۃ حدیث: 5009)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا اس طرح ترجمہ فرمایا ہے کہ

یعنی اے ہمارے خدا! نیک باتوں کے نہ کرنے کی وجہ سے ہمیں مت پکڑ جن کو ہم بھول گئے اور بوجہ نسیان ادا نہ کر سکے۔ (ایسی باتیں جن کو ہم بھول کر ادا نہ کر سکے ان کی وجہ سے پکڑ نہ کر)۔ اور نہ ان بد کاموں پر ہم سے مؤاخذہ کر جن کا ارتکاب ہم نے عمداً نہیں کیا۔ (ایسے ادھورے کام جن کا ارتکاب ہم نے جان بوجھ کر نہیں کیا، ان پر ہمیں نہ پکڑ) بلکہ سمجھ کی غلطی واقع ہوگئی۔ اور ہم سے وہ بوجھ مت اٹھوا جس کو ہم اٹھا نہیں سکتے۔ اور ہمیں معاف کر اور ہمارے گناہ بخش اور ہم پر رحم فرما۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ نمبر 25)

بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے اور اس کا رحم اور بخشش مانگنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا تو پھر ایمان میں یہ ترقی ہوتی ہے جو کافی ہوتی ہے اور عبادات اور نیک اعمال کی طرف پھر توجہ پیدا ہوگی۔ ورنہ اگر یہ خیال ہو کہ صرف آیات پڑھ لینا کافی ہے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمانے کے بعد کہ کسی نفس پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالا جاتا پھر یہ کیوں کہا کہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی انسان اگر اچھا کام کرے گا تو اس کا فائدہ اٹھائے گا اور اگر برا کام کرے گا تو نقصان اٹھائے گا۔

صرف آیت کے یا ان آیات کے الفاظ دوہرا لینے سے تو مقصد پورا نہیں ہوتا بلکہ یہاں توجہ اس طرف کروائی کہ اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال پر ہر وقت نظر رکھنی پڑے گی اور جب یہ توجہ ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر بھی اپنے بندے پر پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ کے بندے کی ایمان میں ترقی اسے اللہ تعالیٰ کے قریب کر رہی ہو گی اور اس کی بخشش کا سامان کرے گی نہ کہ پھر جس طرح عیسائی کہتے ہیں اس کو کسی کفارے کی ضرورت ہو گی۔ پس روزانہ پھر جس طرح یہ آیت پڑھنے سے نیکیوں کے کمانے کی طرف توجہ رہے گی۔ ایک مومن رات کو جائزہ لے گا کہ کون کون سی نیکیاں مَیں نے کی ہیں اور کون کون سی برائیاں کی ہیں۔ پھر اگر نیکیوں کی زیادہ توفیق ملی ہو گی، اگر شام نے یہ گواہی دی ہو گی کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا تو شکر گزاری کے جذبے کے تحت ایک مومن پھر اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکے گا اور ایک مومن کو کیونکہ نفس کے دھوکے کا بھی خیال رہتا ہے اس لئے وہ پھر خدا تعالیٰ سے یہ عرض کرتا ہے کہ اگر میرا جائزہ جو مَیں نے شام کو لیا ہے نفس کا دھوکہ ہے تو پھر بھی مجھ پر رحم کر اور بخش دے اور مجھے نیکیوں کی توفیق دے اور اگر کھلی برائیاں سارے دن کے اعمال میں نظر آرہی ہیں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے حضور بخشش اور رحم کے لئے ایک مومن جھکتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 16 جنوری 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: رانا مبشر محمود۔ قائد عمومی ناروے

مجلس انصار اللہ ناروے کے تحت

قرآن سیمینار کا انعقاد

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد پاک ہے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ اور جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد خدا تعالیٰ کی اس مقدس کتاب کی تعلیم کو دنیا میں عام کرنا اور بنی نوع انسان کو اس کے معارف سے آگاہ کرنا ہے جس سے فیض پاکر انسان خدا تعالیٰ کا قرب پا سکتا ہے۔ اسی عظیم مقصد کیلئے آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے عظیم روحانی فرزند کو مبعوث فرمایا کہ جس نے آکر فی زمانہ قرآنی علوم کے سمندر سے معرفت کے چشمے جاری فرمائے اور اسی طرح آپ کی تقلید میں آپ کے خلفاء اور ان کی نیابت میں آپ کی جماعت قرآن کریم کی عظمت کو قائم کرنے اور اس کی محبت کو دلوں میں بٹھانے کے لئے کوشاں ہے۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی کے طور پر مجلس انصار اللہ ناروے کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک قرآن سیمینار کے انعقاد کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

مؤرخہ 12 مارچ 2022 بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر و عصر مسجد بیت النصر اوسلو ناروے میں اس بابرکت پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو کہ مکرم رانا مبشر محمود نے کی۔ مکرم عبد المنعم ناصر صاحب نے اپنی خوبصورت آواز میں حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام ’’ہے شکر رب عز وجل خارج از بیاں‘‘ پیش کیا۔ اس کے بعد محترم صدر مجلس انصار اللہ ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے تمام احباب کو خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن پاک کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں وہ روحانی روشنی پائی جاتی ہے جو کہ ظاہری طور پر ہزار سورج بھی مل جائیں تو وہ اتنی روشنی نہیں دے سکتے۔ اس لیے ہمیں اپنی زندگیوں کو اس بابرکت کتاب سے روشنی سے منور کرنا چاہئے۔ قرآن مجید کو سیکھنے اور اس کی تعلیم کو اپنی زندگیوں میں ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر ہم یہ کر لیں گے تو ہمارے بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ آپنے مثال دی کہ جیسے انسان جسمانی بیماریوں کا علاج کرنے کیلئے ہر قیمت پر کسی ماہر ڈاکٹر کا پتہ چلانے اور علاج کروانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر اسی طرح اپنی روحانی بیماریوں کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریوں کی ابتدا میں علامات محسوس نہیں ہوتیں۔ ہم اپنی تمام روحانی بیماریوں مثلاً شرک، بدظنی، بغض و عناد، حسد اور دیگر روحانی بیماریوں کا علاج قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کر کے کر سکتے ہیں اور شفایاب ہو کر خدا تعالیٰ کا قرب پا سکتے ہیں۔ پھر آپ نے قرآن کریم سیکھنے کے لئے مختلف ذرائع بیان کرتے ہوئے کہا کہ کہ اگر ہم روزانہ چند آیات پر ہی غور کر لیں، باقاعدگی سے قرآن کلاس اٹنڈ کریں، MTA سے فائدہ اٹھائیں، اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سنیں تو اپنی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اگر ہم الفضل کا صرف پہلا صفحہ ہی پڑھ لیا کریں تو اس میں قرآنی آیت، اس کی تفسیر میں حدیث اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی صورت میں تشریح درج ہوتی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور گھروں میں اسکا درس دینا چاہئے۔ اس کے بعد آپ نے پروگرام کی تفصیل بتائی۔

اس سیمینار کو دلچسپ بنانے کیلئے اس میں تقاریر کے علاوہ مکرم بشارت احمد صابر صاحب اور وحید الدین چوہدری صاحب نے تجوید اور عربی گرائمر کے اصول بھی مختصراً بتائے۔ مقابلہ حسن قرأت بھی ہوا جس میں انصار بھائیوں نے بھرپور حصہ لیا۔

مکرم ڈاکٹر صفدر ملک صاحب سیکرٹری تربیت نے قرآن مجید پر ایک انٹرایکٹیو پاور پوانٹ پریزنٹیشن پیش کی۔ اس میں انکی معاونت محترم صدر مجلس نے بھی کی۔ پریزنٹیشن کے دوران مکرم ظہور احمد چوہدری امیر صاحب ناروے، مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مربی سلسلہ اور مکرم سیّد کمال یوسف صاحب نے سوالات کے جوابات اور مختلف تبصرہ جات بھی پیش کیے۔

محترم مربی صاحب نے ’’تلاوت کی اہمیت‘‘ کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کی۔ جس میں آپ نے کہا قرآن مجید ہماری روزانہ بنیادوں پر اصلاح کرتا ہے۔ اور شر کو دور کرتا ہے۔ اور خیر پیدا کرتا ہے۔ روزانہ تلاوت اور اس پر عمل کی تلقین کی۔ محترم امیر صاحب نے ’’قرآن علوم کا خزانہ‘‘ کے موضوع پر اپنی مختصر تقریر میں فرمایا کہ قرآن مجید کی ہر آیت اور ہر لفظ اپنے اندر ایک مضمون رکھتا ہے۔ سائنس جو علوم اب پیش کر رہی ہے اس کا پتہ قرآن نے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی دے دیا تھا۔ اس لیے ہمیں قرآن پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔۔ اسی طرح ہمیں قرآن مجید کو بھی اپنی زندگی میں لازمی حصہ کے طور پر شامل کرنا چاہئے۔ آخر میں مقابلہ قرأت میں پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنے والے انصار جن میں اوّل مکرم عبد المنعم ناصر صاحب، دوئم مکرم عامر حسین خالد صاحب اور سوئم پوزیشن پر آنے والے مکرم وحید الدین چوہدری صاحب میں انعامات تقسیم کیے گئے۔ دعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ یہ پروگرام ٹیمز پر دور کی مجالس کیلئے پورے ناروے بھی نشر کیا گیا۔ احباب نے یہ پروگرام بہت پسند کیا اور ایسے مزید پروگرام منعقد کرنے کی درخواست کی۔ پروگرام کے بعد ضیافت کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ شام چار بجے یہ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

* لفظ کسی بھی تعلق یا رشتے میں بہت اہم ہوتے ہیں، یہی لفظ دنیا کی ہر جنگ کا موجب بنے اور یہی دنیا کو امن کا گہوارہ بناتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی بڑے بڑے الفاظ بھی بے جان ہو کر رہ جاتے ہیں اور ایک چھوٹا سا عمل جاندار اور مؤثر ثابت ہوتا ہے. کیونکہ بے عمل کی لفاظی زیادہ دیر نہیں چلتی۔

(کاشف احمد)

12 اپریل 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:46	18:39
مدینہ منورہ	04:43	18:42
قادیان	04:39	18:55
ربوہ	04:19	18:35
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:45	19:54

فقہی کارنر

رمضان، جہنم اور شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دئے جاتے ہیں

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)